نیکی اور بدی

وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ، فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ ۔

[اخرجه مسلم]

''نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا کہ خوش خلقی نیکی ہے، اور سینے میں تیر کی طرح چبھنے والی بات گناہ ہے، اور اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس کی خبر پائیں۔''

قرآنِ حکیم اور حدیث رسول ﷺ کا ربط

اللہ ربّ العالمین نے اپنی آخری کتاب قرآنِ حکیم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی، انبیاء علیہم السلام کی تعلیم وتربیت کا سروسامان اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ۔ ''میرے ربّ نے مجھے بہترین آداب سے نوازا ہے۔''

پھر قرآن اس کی یوں شہادت دیتا ہے:

﴿ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ ''بلاشبہ آپ (ﷺ) اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ ایمان قبول کرنے والوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے سامنے نہ صرف آیات کی تلاوت کرتے اور کتاب کی تعلیم دیتے بلکہ انہیں اس کی حکمت وبصیرت سے بھی آگاہ فرماتے اور اس طرح ان کا تزکیہ نفس ہوتا۔

﴿ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ [الجمعۃ:۲]

''وہ انہیں کتاب (کی آیات) سناتے، ان کی زندگی سنوارتے (تزکیہ نفس فرماتے) اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے۔'' حافظ عتیق الرحمٰن لکھتے ہیں:

''حکمت کے معنی دانائی اور سمجھ بوجھ کے ہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرسالۃ میں بے شمار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاں بھی کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد سنت رسول ﷺ ہے۔'' [تیسیر القرآن] پھر قرآنِ حکیم اعلان کرتا ہے: ﴿ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴾

''وہ (ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، جو کہتے ہیں وہ تو نازل کردہ وحی ہوتی ہے۔''

حافظ عتیق الرحمٰن لکھتے ہیں: ''یا وہ وحی جلی ہوتی ہے یا وحی خفی، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی۔'' [ابوداؤد، بحوالہ تیسیر القرآن]

یہ بات ذہن میں رہے کہ وحی جلی تو قرآنِ حکیم ہے جب کہ وہی خفی وہ باتیں ہیں جو آپ ﷺ نے تفہیم دین کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھائیں اور بتلائیں، انہیں احادیث مبارکہ کہتے ہیں، قرآن کے طالب علم کے لیے ان فرمودات رسول ﷺ کا مطالعہ بھی ضروری ہے، ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی اس کے بہترین شارح اور مفسر ہو سکتے ہیں، قرآن واحادیث کے مطالعہ سے ایسا ذوق نشوونما (Develop) پاتا ہے کہ آپ قرآنِ حکیم کی کوئی آیہ مبارکہ تلاوت کرتے ہیں تو فوراً اس کی تشریح میں کسی حدیث رسول ﷺ کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے یا پھر کسی حدیث کو پڑھتے ہیں تو فوراً اس کی توضیح کے لیے کوئی آیت قرآنی ذہن میں آ جاتی ہے۔ [الفرقان، پارہ عم، ص:۵۱۱، ۵۱۲]

فہرست

قطع رحمی کی مذمت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

[الاحزاب:۵۳]

''اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انھیں کاٹتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

صلہ رحمی کی اہمیت

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ‹‹اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ ›› [مسلم:۲۵۵۵]

''ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناتا عرش سے لٹکا ہوا ہے اور کہتا ہے جو مجھ کو ملا دے اللہ اس کو اپنے سے ملائے گا اور جو مجھ کو کاٹے اللہ اس کو اپنے سے کاٹے گا۔''

برے ہمسایہ سے بچنے کے لیے دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم برے ہمسایہ اور برے پڑوس سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو اور یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْٓءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ فَاِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ .

''الٰہی! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے ہمسائے سے سکونت کے گھر میں کیوں کہ جنگل کا ہمسایہ تو جدا ہوتا ہے مگر سکونتی گھر کا پڑوسی زندگی بھر کا کینہ جلن ہے۔'' [نسائی:۵۵۰۴]

دستک

اداریہ ═══ حافظ احمد شاکر

فضیلتوں، رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ آیا ہی چاہتا ہے۔گزشتہ سال کتنے احباب اس ماہِ مبارک سے فیض یاب ہوئے جو آج اپنا اجر لینے کے لیے اس کی جوارِ رحمت میں جا چکے ہیں اور اب بھی نہ جانے کتنے پڑھنے اور لکھنے والے اس سے مستفید ہوتے ہیں اور کتنے حسن نیت کا اجر پانے کے لیے کوچ کر جائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت کی زندگی مسنون اعمال کے ساتھ گزارنے کی توفیق دے اور ہم میں سے اللہ تعالیٰ کسی انسان کو کسی انسان کا کبھی محتاج نہ کرے، آمین الہ الحق آمین۔اس کی رحمت بڑی وسیع ہے وہ بہت رحیم ورحمان ہے۔اس کی رحمت کی آبشار ہمیشہ جاری رہتی ہے وہ ہمیں کسی آزمائش میں ڈال کر گناہ بخشنے کی بجائے ہمیں ایسے ہی بخش دے اور اپنی رحمت سے ہمارے اعمال قبول فرما کر ہمیں چلتا پھرتا ہی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھالے

جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نئیں میرے پلے — جے میں ویکھاں رحمت وتّے بلّے بلّے بلّے

ربنا و آتنا ما وعدتنا علی رسلك و لا تخزنا يوم القيامة ٥ انت ولی فی الدنيا و الآخرة ۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحين

....

ماضی کی حکومت تو جا چکی ہے لیکن اس کی پالیسیاں کم وبیش جوں کی توں چل رہی ہیں۔آقا کے حضور وہی خوئے خود سپردگی، اسی طرح بلا چون وچراں تعمیل ارشاد، لاپتہ افراد کی وہی گمشدگی بلکہ اس تعداد میں اضافہ۔پٹرول، ڈیزل، گیس کی وہی ہوش ربا مہنگائی، بڑے شہروں کے نواح کی زمینوں میں رہائشی کالونیوں کی بہتات جس کی وجہ سے اناج، سبزیاں، پھل اور چارے کی نایابی ومہنگائی، شہروں کی آبادیاں بے تحاشا بڑھنے سے زیر زمین پانی کے ذخائر میں کمی، ٹی وی کے مختلف چینلز اور کیبل کے ذریعے فحاشی کا فروغ، موبائل فون کا فائدہ بہت کم اور نقصان! الامان والحفیظ

ملٹی نیشنل فوڈ کمپنیوں کی لوٹ مار، فاسٹ فوڈ...... برگر، پیزہ، چرغہ، بیکری......کو معاشرے میں رواج دینے کی عالمی پالیسی کا تسلسل برقرار، تاکہ پاکستانی عوام مغربی معاشرہ سے متعارف ہو کر اس کی پہلی قسط اپنا ئیں۔باقی پھر جاء البرد الجبات سردیاں گرم کپڑے ساتھ لاتی ہیں، عالمی آوارگی کی اس پالیسی نے پاکستان کے سادہ لوح عوام کی گھریلو اور معاشرتی زندگی کو اتھل پتھل کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا گزارشات کوئی انکشافات نہیں بلکہ توجہ کی جائے تو ہوتا ہے یہ تماشا شب وروز میرے آگے والا معاملہ ہے۔یہ باتیں دہرانے اور ذکر کرنے کی غرض اور مقصد یہ نشان دہی کرنا ہے کہ ہم میں سے ہر فرد اور خاندان کسی نہ کسی درجہ میں ان سے متاثر ہو چکا ہے۔اور اس کو اس کا احساس تک نہیں بلکہ یہ سب شوقیہ چونچلے دھیرے دھیرے ہم ضرورت بنا رہے ہیں۔پھر اس پر انسان کی بنیادی ضروریات، اناج، سبزی، ادویات، لباس وغیرہ کی روز افزوں مہنگائی! آٹا، گھی، چاول اور چینی ہی دیکھ لیں بات کہاں سے کہاں تک جا پہنچی ہے؟ اس پر زیادہ مراقبے یا کسی استخارے کی ضرورت نہیں ہمارا صرف اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور ان کے احکامات سے اعراض، یعنی ان سے غفلت دیکھ لیں تو مَعِيْشَةً ضَنْكًا کی وجہ سمجھ آ جاتی ہے۔یہ فتنے اور آزمائشیں صرف ارتکاب کرنے والوں ہی کے لیے نہیں ان نواہی امور پر خاموش رہنے والے بھی اس میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں اور ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ ہماری اکثریت اس میں مبتلا ہے۔من حیث القوم اجتماعی توبہ وانابت ہی اس کا علاج ہے جس سے غفلت میں اہل دین بھی برابر نہ سہی لیکن بہت حد تک ذمہ دار ہیں۔

....

غفلتوں، کوتاہیوں اور بے اعمالیوں کی اس بادسموم میں بتوفیقہ تعالیٰ الاعتصام کے بےلوث کارکنان رشدوہدایت کی اس جلتی بجھتی شمع کو محبین وقارئین الاعتصام کے دیئے ہوئے تیل سے اس دیے کو بادصرصر کے تھپیڑوں سے محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ سطور میں جن حالات کا رونا ہم رو چکے ہیں ان سے جس طرح آپ دوچار ہیں کارکنان الاعتصام بھی اسی طرح دوچار ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے صادق ومصدوق رسول اللہ ﷺ کی بشارتوں اور یقین دہانیوں پر جس طرح ہمارے محبین الاعتصام سے ہمیشہ تعاون کرتے ہیں اسی طرح کارکنان الاعتصام بھی اجر آخرت پر یقین رکھتے ہوئے قوت لایموت پر مصروف عمل ہیں۔

کاغذ، طباعت وغیرہ کی قیمتوں میں اضافہ تو ہے ہی لوڈ شیڈنگ کے عذاب نے کارکردگی کو جس طرح متاثر کیا ہوا ہے اور ہماری دوڑیں لگوائی ہوئی ہیں وہ ناقابل بیان ہے کہ بتوفیقہ تعالیٰ ہرصورت، ہر ہفتہ الاعتصام نے قارئین کو ضیافت علم کا ہدیہ پیش کرنا ہوتا ہے۔

....

وطن عزیز میں صنعت کے انجماد، تجارت کی سست رفتاری، روزگار کی قلت بلکہ بےروزگاری، حکومتی واجبات میں ظالمانہ اضافے اور اخراجات کی بےہنگم اور ناگہانی بڑھوتی اور مہنگائی کے مقابل آمدنیوں کے محدود ہونے کا سب کو علم ہے لیکن کیا کریں، کہا بھی نہیں جاتا اور رہا بھی نہیں جاتا۔

ہم بارگاہِ ربّ العالمین میں جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ ہم نے الاعتصام کے لیے احباب سے جب بھی کہا، انہوں نے کبھی مایوس نہیں کیا، جب ان کے درِدل پہ دستک دی انہوں نے اپنا دل وا کردیا۔ قارئین کی اس محبت، اس اعتماد اور مان نے ہمیں یہ حوصلہ دیا کہ ہم آج پھر ان کے حضور یہ کہہ رہے ہیں کہ ع تمہارے کرم نے میرے حوصلے بڑھائے ہیں۔

یا پھر بقول غالب ؎ کہہ چکا اس قدر پھر وہی تشنگی دل کی کچھ سمجھ میں نہیں آتا مجھے کہنا کیا ہے

امید ہے قارئین تھوڑے لکھے کو بہتا جانتے ہوئے مقصود ومدعا تک پہنچ گئے ہوں گے۔

میں نے پلکوں سے در ''احباب'' پہ دستک دی ہے میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں

جمہوری حکمرانوں کی ....

حادثہ بہاولپور کے بعد جتنی جمہوری حکومتیں آئیں ان میں ہر آنے والی حکومت نے جانے والی حکومت کے لیے اپنے عوام کو رحم اللہ البناش الاول کہنے کا خوب موقع دیا۔ ایک عوامی حکومت نے توانائی کی قلت پر جب وزیر پانی وبجلی فاروق لغاری کے ۵۰ پن بجلی گھروں کے منصوبے کو تاراج کرکے بجلی پیدا کرنے والی کمپنیاں سٹینڈ کیس اور ایک روپے یونٹ والی بجلی ان سے 5/50 فی یونٹ خریدنے کا معاہدہ کیا تو وطن کی معیشت پر یہ ضرب ایسی کاری تھی کہ اس زخم کی ٹیسوں سے عوام آج بھی کراہ رہے ہیں۔ ایسی ہی عوامی حکومت کے سرتاج کی مضبوط منصوبہ بندی سے چینی جب -/11-/12 سے -/20/22 روپے تک فوراً پہنچ گئی تو ان دنوں افواہ یہ تھی کہ چینی کے نرخ -/50 روپے تک کسی وقت پہنچ جائیں گے۔ لیکن ''من فضل ربھم'' اب چینی کے نرخ بازار میں -/55 روپے کلو تک پہنچ چکے ہیں۔ اور ع نرخ چل نکلے ہیں دیکھئے کہاں تک پہنچیں

ایسی ہی جمہوری (متوالی) حکومت کے دور میں آٹا -/240 روپے من سے جب -/400 روپے من تک پہنچا دیا گیا تو عوام کے پرزور احتجاج کے بعد عوام کو -/340 روپے فی من آٹا پر راضی کرکے وہ جمہوری اسلامی حکومت عوام کے سامنے سرخ رو ہوگئی تا آنکہ خلائی حکومت نے اصحاب شجاعت کی قیادت میں گندم کی غلط پیداواری رپورٹوں کی بنیاد پر گندم بیرونِ ملک من پسند داموں بیچ کر بھی نفع کمایا اور پھر وہی گندم مہنگے داموں خرید کر بھی اپنے عوام سے حصہ رسدی بھی لیا اور عوام کو لاٹھیوں سمیت -/30-/35 اور بعض جگہ -/40 روپے فی کلو تک شوکت آمیز نرخوں پر آٹا مہیا کیا گیا۔

اب دروغ برگردن راوی کہ بجلی کی موجودہ مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہے تاکہ بلآخر حکومت نئی کمپنیوں کی تشکیل کا ماحول سازگار بنائے اور ان سے نئے معاہدے کرکے عوام کو بجلی فی یونٹ 12 سے 15 روپے تک مہیا کی جائے گویا کہ بالائی پہلے ہی اتار لی جائے گی۔

تحقیق وتنقید

قرآنی آیات کے اسباب نزول اوران کی اہمیت

تحریر: الشیخ خالد عبدالرحمٰن العک

ترجمہ، تلخیص وترتیب: حافظ عثمان فاروقی (مدرس دارالعلوم ضیاءالسنہ، راجہ جنگ)

شانِ نزول کی اہمیت:

①......امام ابن دقیق العبدفرماتے ہیں:

بیان سبب النزول طریق قوی فی فهم معانی القرآن ۔

''قرآن سمجھنے کے لیے شانِ نزول کا بیان ایک مضبوط راستہ ہے۔''

②......شیخ الاسلام تقی الدین فرماتے ہیں:

معرفة سبب النزول یعین علی فهم معانی الآیة ۔

''اسباب نزول کی معرفت آیت کے مفہوم کے لیے مد ومعاون ہے۔''

③......حافظ سیوطی شانِ نزول کی معرفت کے فوائد ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(١) منها: معرفة الحكمة الباعثة الشريعة على تشريع الحكم ۔

''شرعی احکام کا باعث بننے والی چیز کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔''

(ب) ومنها: الوقوف على المعنى وازالة الاشكال

''معنی میں سوجھ بوجھ حاصل ہوتی ہے اور اشکال زائل ہوتا ہے۔'' [الاتقان:١/١٩]

شانِ نزول کی معرفت کے فوائد:

❀......شانِ نزول کی معرفت ایک ایسا علم ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ فلاں سورت کب اور کہاں نازل ہوئی۔

❀......قرآنی تفسیر میں پختگی حاصل ہوتی ہے۔

❀......شریعت کے نازل کردہ احکام کی حکمت کا ادراک ہوتا ہے۔

❀......قرآن کے معانی کا استنباط ہوتا ہے۔

شانِ نزول کی معرفت کے بغیر قرآنی تفسیر ناممکن ہے:

کیوں کہ یہ تفسیر کے علوم کی اہم قسم ہے، جس کے بغیر مجمل کی وضاحت اور کسی بھی مخفی امر کا اظہار ناگزیر ہے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا اس وقت میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ کا اللہ کے اس قول

﴿ ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يطوف بهما ﴾

کے بارے میں کیا خیال ہے کہ آدمی اگر صفا مروہ کا طواف نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہرگز نہیں وگرنہ آیت یوں ہوتی:

﴿ فلا جناح عليه الا ان لا يطوف بهما ﴾

نیز فرمایا: یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی، وہ منات کے لیے تہلیل کہتے تھے اور صفا مروہ کا طواف گناہ سمجھتے تھے۔ اسلام کے بعد انہوں نے رسول اللہ سے اس کی بابت پوچھا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

آیاتِ قرآنی کے نزول کی وجوہات:

اللہ وحدہ لاشریک نے ۲۳ برس کے عرصہ میں قرآنِ کریم کو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا۔ یہ قرآن آپ پر وقفے وقفے سے نازل ہوا اور اس کے نزول کے دو بڑے اسباب ہیں: عام، خاص

عام: اس کا مقصد عقیدہ، شریعت، احکام اور اخلاق میں لوگوں کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی ہے۔

خاص: زمانہ نبوی میں واقعات وحوادث کے بارے میں رہنمائی

شانِ نزول کی اقسام:

قرآنی آیات کے شانِ نزول کی پانچ اقسام ہیں:

①......وہ قسم جس کے علم پر قرآنی آیات کا علم موقوف ہو اور کسی بھی مفسر کے لیے اس پر بحث کرنا ضروری ہو۔ کیوں کہ اسی کی بنا پر قرآن کے مبہمات کی تفسیر کی جاتی ہے، مثلاً:

﴿ قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها ﴾

﴿ يايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا ﴾

②......وہ شرعی احکام جن کے ثبوت کے لیے واقعات سبب بن جائیں، جب کہ یہ واقعات مفصل بھی ہوتے ہیں، عموم، خصوص اور تقیید کے اعتبار سے آیت کے مدلول کے مخالف بھی نہیں ہوتے۔ ہاں! جب مثالیں ذکر کی جائیں تو وہ مثالیں مذکورہ نازل کردہ آیت کے نزول کے مطابق ہو جائیں گی، مثلاً:

عویمر عجلانی کی حدیث جن کے بارے میں لعان کی آیت نازل ہوئی۔ اسی طرح کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ فمن كان منكم مريضا أو به أذى من رأسه ففدية من صيام ﴾

کعب فرماتے ہیں: یہ آیت میرے لیے خاص ہے اور تمہارے لیے عام ہے۔ اسباب نزول کی اس قسم میں بحث سوائے معنوی مفہوم کے فائدہ نہیں ہے۔

③......ایسے واقعات جن کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہوں۔ لیکن اس قسم کی آیات کسی شخص کے ساتھ خاص نہیں ہوتیں، مفسرین وغیرہ کا معمول ہے کہ وہ فرمائیں گے کہ یہ آیت فلاں فلاں شخص کے بارے میں نازل ہوئی تو اس وقت ایک خاص حالت مراد ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" من حلف على يمين صبر يقتطع بها مال امرئٍ لقى الله وهو عليه عضبان ـ" [صحيح بخارى، كتاب المساقاة، ح: ٤٠٤٩]

''جس شخص نے کسی کا مال غصب کرنے کے لیے (جھوٹی) قسم اٹھائی تو جب وہ اللہ سے ملے گا تو اللہ اس سے غصے ہوگا۔''

اس کی تفسیر کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ ان الّذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمناً قليلا ﴾

آخر کار اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا ابو عبدالرحمٰن نے تمہیں کیا بیان کیا ہے؟ تو صحابہ کے بتلانے پر فرمایا: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ سو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے عام معنی مراد لیا ہے۔ کیوں کہ یہ عام حدیث کی تصدیق کے لیے نازل ہوئی ہے جب کہ اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور انہوں نے اسے ایک خاص جہت سے مراد لیا ہے، اور صیغہ حصر سے فرمایا کہ میرے ہی بارے نازل ہوئی ہے۔

④...... چوتھی قسم ایسے واقعات پر مشتمل ہے جس کے سیاق وسباق سے متعلق قرآن کی بہت سی آیات موجود ہوں۔ چناں چہ سلف کی بعض گفت وشنید اس چیز کی طرف دلالت کناں ہوتی ہے کہ ان آیات سے یہی واقعات مراد ہیں جب کہ ایسا نہیں ہوتا، بلکہ یہ واقعات ان آیات کے معنی پر دلالت کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ قسم (چوتھی) اسباب نزول پر صحابہ کے مابین اختلاف پر اشارہ کناں ہے۔

حافظ سیوطی رقم طراز ہیں: صحابہ کرام اور تابعین کا طریقہ کار رہے کہ جب وہ کہیں کہ یہ آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو مراد ہوگا کہ اس کے حکم کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے نہ کہ اس کا شانِ نزول مراد ہوگا۔

⑤...... پانچویں قسم ایسے واقعات پر مشتمل ہے جس میں مجمل کی تفسیر اور متشابہات کو زائل کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الكفرون ﴾

اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اس مقام پر ''من'' شرط کے لیے ہے تو ذہن میں اشکال پیدا ہوگا کہ فیصلہ میں زیادتی کفر کا سبب کیوں کر ہو سکتی ہے۔ لیکن جب یہی شخص اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں علم رکھتا ہو تو اسے پتا ہوگا کہ ''من'' موصولہ ہے اور اس کے علم سے بعید نہیں کہ جن لوگوں نے انجیل کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا اگر وہ محمد ﷺ

کے ساتھ کفر کرتے ہیں تو یہ کوئی تعجب والی بات نہیں۔ اسی طرح کی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جب آیت

﴿ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم ﴾

نازل ہوئی تو صحابہ نے سمجھا کہ ظلم سے مراد ''نافرمانی'' ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے لقمان کا قول اپنے بیٹے کے لیے نہیں سنا:

﴿ ان الشرك لظلم عظيم ﴾

کہ ظلم سے مراد نافرمانی نہیں بلکہ شرک ہے۔

شانِ نزول کی معرفت نہ ہونے کے نقصانات:

قرآنی نزول کی معرفت سے ناآشنا ہونا دو طرح کے نقصانات کا پیش خیمہ ہے:

①......کلامِ عرب کی معرفت تو درکنار قرآن کا اعجاز مفقود ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس کا دار و مدار شان نزول کی معرفت پر ہی منحصر ہے۔ کیوں کہ ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں جیسا کہ ''استفہام'' یہ تہدید، تعجیز اور اشباہ وغیرہ کے لیے مستعمل ہے اور اس کے مقصود معنی کی وضاحت کسی خارجی امور (شانِ نزول کی معرفت) کے بغیر ناممکن ہے، اس لیے جب قرآنی کلام کا ایک حصہ معنی مفقود ہو گیا تو پورا کلام ہی مفقود ہو جائے گا۔

②......شانِ نزول سے جہالت مندرجہ چیزوں کا سبب بنتی ہے۔ شبہ، اشکال، قرآن کی ظاہری نصوص میں اجمال اور یہی چیزیں اختلاف و نزاع کا موجب بنتی ہیں۔

اس کی وضاحت ابوعبید کی اس روایت سے ہوتی ہے جو انہوں نے ابراہیم التیمی سے نقل کی ہے کہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ اکیلے میں یہ بات دہرا رہے تھے کہ یہ امت اختلاف کا شکار کیسے ہو سکتی ہے جب کہ اس کا قبلہ بھی ایک ہے اور نبی بھی ایک ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: امیر المومنین قرآن ہم پر نازل کیا گیا ہے اور ہم اس کو پڑھتے ہیں اور ہم اس کے ''اسباب نزول کی معرفت'' پر دسترس رکھتے ہیں اور عنقریب ایسی قومیں وقوع پذیر ہونے والی ہیں جو قرآن تو پڑھیں گی لیکن اسباب نزول کی معرفت سے ناآشنا ہوں گی، اپنی رائے کو استعمال کریں گی اور اختلافات کا شکار ہو جائیں گی۔ اور یہ اختلاف قتل و فساد کا موجب ٹھہرے گا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ڈانٹ ڈپٹ کی وہ چلے گئے، بات سمجھ میں آ جانے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو واپس بلوایا اور فرمایا: اپنی بات مجھ پر دہراؤ۔ آخر کار ابن عباس کی بات سمجھ آ جانے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلیم کر لیا۔

[الموافقات فی اصول الشریعۃ: ۳/ ۳۴۷۔۳۵۰]

مذکورہ بالا اقسام کو شاطبی اپنی کتاب (الموافقات فی اصول الشریعۃ) کے اندر ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس سے پتا چلتا ہے کہ اسباب نزول سے غفلت کی بنا پر آیات کا مقصود زائل ہو جاتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

اسباب نزول سے جہالت کی وجہ سے احتمالات کو حل کرنا اور اشکالات کی توجیہ تو درکنار آیت کے ذاتی معنی پر دسترس ناممکن ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خذوا القرآن من أربعةٍ، عبدالله مسعود، ابی بن كعب، معاذ بن جبل، وساع مولى حذيفة ـ" [رواه الترمذی والحاكم عن ابن عمر ابن عمر باسنادٍ صحيح]

''قرآن کی تعلیم چار اشخاص سے حاصل کرو عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور ساع مولی حذیفہ رضی اللہ عنہم سے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بخوبی جانتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو ان سے زیادہ جاننے والا ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی کوئی سورت ایسی نہیں جس کے ''سبب نزول'' سے میں واقف نہیں ہوں۔ اور اگر مجھے پتا چل جائے کہ کوئی مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے اونٹ درکار ہوں تو میں اس کی طرف ضرور سفر کروں۔

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ کوئی بھی عالم اسباب نزول کے علم کے بغیر عالم ہو سکتا ہے نہ مفسر قرآن۔

❀❀............❀............❀❀

احکام ومسائل

فضائل مساجد

مرتب: محمد یوسف، بانی ومہتمم دارالحدیث راجووال

لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ ۔ والصلاۃ والسلام علی رسولہٖ محمد والہٖ اصحابہ اجمعین ۔

بہترین جگہ مسجد ہے:

ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے اچھی جگہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مسجدیں ہیں اور سب سے بری جگہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بازار ہیں۔ [صحیح مسلم، حدیث: ۶۷۱]

مساجد کی جگہیں اس لیے اچھی ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور ان میں اللہ کا ذکر کرنے والے اللہ کو کتنے پیارے ہوں گے۔

①...... ((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا يَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ)) [رواه البخاری، مسلم]

''سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جوبھی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔''

②...... ((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا قَدْرَ مَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ)) [رواه البزار وابن حبان]

''سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جوشخص چیل کے گھونسلے کے برابر مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔''

③...... ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لَا يُرِيْدُ بِهٖ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ)) [رواه الطبرانی]

''سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص ریاکاری اور دکھلاوے سے بالاتر رہ کر مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔''

④...... ((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا صَغِيْرًا كَانَ اَوْ كَبِيْرًا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ))

''سیدنا انس بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص چھوٹی یا بڑی مسجد بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔'' [ترمذی]

⑤...... ((عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَفَرَ بِئْرَ مَاءٍ لَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ كَبِدٌ حَرِّیٌّ مِنْ جِنٍّ وَلَا اِنْسٍ وَلَا طَائِرٍ اِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ بَنٰی مَسْجِدًا كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ)) [رواه ابن خزيمة]

''سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے کنواں کھود دیا اور اس سے پینے والے پیاسے جنوں انسانوں اور پرندوں میں ہر ایک کا ثواب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عنایت فرمائیں گے اور اگر مسجد بناتا ہے اگرچہ وہ چیل کے گھونسلے کے برابر ہی کیوں نہ ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائیں گے۔''

⑥...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مَنۡ بَنٰی بَيۡتًا يُعۡبَدُ اللّٰهُ فِيۡهِ مِنۡ مَالٍ حَلَالٍ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيۡتًا فِي الۡجَنَّةِ مِنۡ دُرٍّ يَاقُوۡتٍ))

''سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اپنے حلال مال سے اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہ بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے یاقوت کے چمکدار موتیوں کا گھر جنت میں بنائے گا۔'' [طبرانی]

⑦...... بشر بن حیان بیان کرتے ہیں کہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہم مسجد تعمیر کر رہے تھے واثلہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ٹھہرے سلام کہا اور کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرما رہے تھے:

((مَنۡ بَنٰی مَسۡجِدًا يُصَلِّيۡ فِيۡهِ بَنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ فِي الۡجَنَّةِ اَفۡضَلَ مِنۡهُ)) [احمد]

''کہ جو شخص مسجد تعمیر کرائے اور اس میں نماز پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر گھر بنا دیتے ہیں۔''

فائدہ:

لفظ یصلی اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسجد کے بنانے والے اور دوسرے حضرات کو مسجد کی آبادی کا خیال رکھنا چاہیے اور مسجد صرف نماز پڑھنے سے آباد ہوتی ہے۔ گویا کہ مسجد کی زینت نمازی ہیں۔ اگر اس میں نمازی نہ ہوں تو گویا کہ وہ مسجد غیر آباد ہوگی۔ خطرہ ہے کہ اس کا وبال عام مسلمانوں پر ہو۔

مسجد کو صاف کرنے کی فضیلت:

①...... ((عَنۡ اَنَسٍ (رضی الله عنه) قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَتۡ عَلَيَّ اُجُوۡرُ اُمَّتِيۡ حَتّٰی الۡقُذَاةِ يُخۡرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الۡمَسۡجِدِ وَعُرِضَتۡ عَلَيَّ ذُنُوۡبُ اُمَّتِيۡ فَلَمۡ اَرَ ذَنۡبًا اَعۡظَمَ مِنۡ سُوۡرَةٍ مِنَ الۡقُرۡآنِ اَوۡ آيَةٍ اُوۡتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا)) [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه، ابن خزيمه]

''سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے اجر والے اعمال میرے سامنے پیش کیے گئے حتیٰ کہ وہ تنکا جسے آدمی اٹھا کر مسجد سے باہر پھینکتا ہے اور میرے سامنے امت کے گناہ والے اعمال بھی پیش کیے گئے سب سے بڑا گناہ میں نے دیکھا کہ آدمی قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد کرتا ہے اور وہ اسے بھلا دے۔''

②...... ((عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه اَنَّ اِمۡرَأَةً كَانَتۡ تَلۡقُطُ الۡقَذٰى مِنَ الۡمَسۡجِدِ فَتُوُفِّيَتۡ فَلَمۡ يُؤۡذَنِ النَّبِيَّ ﷺ بِدَفۡنِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا مَاتَ لَكُمۡ مَيِّتٌ فَآذِنُوۡنِيۡ وَصَلّٰى عَلَيۡهَا وَقَالَ اِنِّيۡ رَأَيۡتُهَا فِي الۡجَنَّةِ بِلَقۡطِ الۡقَذٰى مِنَ الۡمَسۡجِدِ)) [طبرانی]

''سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت مسجد سے تنکے اٹھایا کرتی تھی اور وہ فوت ہوگئی نبی کریم ﷺ کو اس کے دفن کرنے کی اطلاع نہ دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو تو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے۔ کیوں کہ وہ مسجد سے تنکے اٹھایا کرتی تھی۔''

③...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ رنگ عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی۔ وہ آپ ﷺ کو نظر نہ آئی تو آپ ﷺ نے اس کے بارہ میں پوچھا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو معمولی سمجھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلیں وہ آپ ﷺ کو اس کی قبر پر لے گئے اور آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا یہ قبریں اندھیروں سے بھری پڑی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا کی وجہ سے انہیں منور کر دیا ہے۔ [بخاری]

④...... ((عَنۡ اَبِيۡ سَعِيۡدٍ رَضِيَ الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مَنۡ اَخۡرَجَ اَذًى مِنَ الۡمَسۡجِدِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيۡتًا فِي الۡجَنَّةِ)) [ابن ماجه]

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد سے تکلیف دہ چیز کو نکالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا

گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔''

⑤......ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! ان مساجد کے بارہ میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے جو راستہ میں بنائی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا حکم بھی وہی ہے جو عام مساجد کا ہوتا ہے، اوران کی صفائی حورعین کا مہر ہے۔ [طبرانی]

⑥...... ((عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِی الدُّوْرِ وَاَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ)) [احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه]

''آپ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے اور انہیں صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم فرمایا۔''

نماز کے لیے مسجد کی طرف چل کر جانے کا ثواب:

مسجد کی طرف چل کر جانے سے جنت میں مہمانی کا اعزاز حاصل ہوتا ہے:

سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھی صبح، شام مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ضیافت کا انتظام فرماتے ہیں۔

[صحیح بخاری، حدیث:۶۶۲، صحیح مسلم، حدیث:۶۶۹]

مسجد کی طرف چل کر جانے سے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔

''سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد کے قریب ایک جگہ خالی ہوئی تو بنوسلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے ان سے پوچھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو وہ کہتے ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے ایسے ہی ارادہ کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا بنی سلمہ تمہارے گھروں کی وجہ سے تمہارے قدموں کے آثار لکھے جاتے ہیں۔''

[مسلم شریف، بحوالہ مشکوٰۃ، ص:۶۸، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی]

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ مسجد کی طرف جتنا آدمی دور سے چل کر آتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے۔

مسجد کے ساتھ پیار سے عرش کا سایہ نصیب ہوگا:

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات قسم کے خوش نصیب آدمی ہیں جن کو عرش عظیم کا سایہ نصیب ہوگا جب کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہے۔

((وَلِلّٰهِ دُرُّ مَنْ قَالَ الْمُؤْمِنُ فِی الْمَسْجِدِ كَسَمَكٍ فِی الْمَاءِ))

''کہ مومن کی مثال مسجد میں ایسے ہی ہے جیسے پانی میں مچھلی کی ہے۔ جیسے مچھلی پانی کے بغیر بے قرار ہوتی ہے مومن ایسے ہی مسجد کے بغیر بے قرار رہتا ہے۔ مومن کو مسجد میں سکون حاصل ہوتا ہے۔''

مسجد کی طرف چل کر جانے سے قیامت کے دن نور تام حاصل ہوگا:

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رات کے اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر جانے والوں کے لیے خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن ان کو مکمل نور حاصل ہوگا۔

[ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ، ص:۶۹]

①...... ((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الصَّلَاةِ فَاِنَّهُ فِیْ صَلَاةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَی الصَّلَاةِ وَاِنَّهُ يُكْتَبُ لَهُ بِاِحْدَی خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ وَتُمْحٰی عَنْهُ بِالْاُخْرٰی سَيِّئَةٌ فَاِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ الْاِقَامَةَ فَلَا يَسْعَ فَاِنَّ اَعْظَمَكُمْ اَجْرًا ـ اَبْعَدُكُمْ دَارًا قَالُوْا: بِمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ؟ قَالَ مِنْ اَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا)) [رواه مالك، بخاری، مسلم]

''سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور نماز کی نیت سے چل پڑے جب تک وہ نماز کی نیت کیے رکھے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے اس کے لیے ایک قدم کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے بدلے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور جب تم اقامت سن لو تو دوڑنے کی کوشش نہ کرو تم میں سے

زیادہ ثواب کا مستحق وہ شخص ہے جس کا گھر مسجد سے زیادہ دور ہے لوگوں نے ابوہریرہ سے پوچھا ایسے کیوں ہے؟ انہوں نے جواباً فرمایا زیادہ قدم چلنے کی وجہ سے۔''

②...... ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاحَ اِلٰی مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فَخُطْوَةٌ تَمْحُوْ سَیِّئَةً وَخُطْوَةٌ تُكْتَبُ لَهٗ حَسَنَةٌ ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)) [رواہ احمد]

''سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جامع مسجد میں جاتا ہے اس کے آنے اور جانے کے دوران ایک قدم ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور دوسرا ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔''

نوٹ:

جامع مسجد وہ ہوتی ہے جس میں عالم ماہر کتاب وسنت ہو اگرچہ پہلے تعمیر نہ کی گئی ہو۔

①...... ((عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلَاةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَیْهَا مَمْشًی فَأَبْعَدُهُمْ وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْهَا ثُمَّ یَنَامُ)) [متفق علیه]

''سیدنا حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کا سب سے زیادہ اجر اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو زیادہ دور سے آئے اور جو امام کے آنے کا انتظار کرتا ہے اور امام کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ وہ اس شخص سے بہتر ہے جو نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔''

②...... ((عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فِیْ بَیْتِهٖ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ وَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ اَنْ یُكْرِمَ الزَّائِرَ)) [رواہ الطبرانی]

''سیدنا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے اور میزبان کے لیے مہمان کی خدمت ضروری ہوتی ہے۔''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

مسجد میں صرف نیک نیتی سے بیٹھنا بھی باعث اجر وثواب ہے:

﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾

''اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔''

فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغد والاصال ۔

ان گھروں میں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ وہ بلند کی جائیں اور وہاں اس کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان میں صبح وشام لوگ اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ [النور:۳۶]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْمَسْجِدُ بَیْتُ كُلِّ تَقِیٍّ وَتَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ كَانَ الْمَسْجِدُ بَیْتَهٗ بِالرَّوْحِ وَالرَّحْمَةِ وَالْجَوَازِ عَلَی الصِّرَاطِ اِلٰی رِضْوَانِ اللّٰهِ اِلَی الْجَنَّةِ)) [طبرانی]

''مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور جو شخص مسجد کو اپنا گھر بنائے اللہ تعالیٰ اسے رحمت اور مہربانی کے باعث پل صراط سے گزار کر اپنی رضامندی اور پھر جنت تک پہنچنے کی ضمانت دیتے ہیں۔''

کنایہ واشارہ اس بات کا ہے کہ جیسے مسافر کو سفر میں عموماً اپنا گھر یاد آتا ہے اسی طرح مومن جب کسی کام میں مصروف ہوتا ہے تو اس کا دل مسجد کی طرف ہوتا ہے کہ میں کب مسجد میں جاؤں گا۔ جب مسجد میں جاتا ہے تو اس کو سکون ملتا ہے جیسے اس کو اپنے گھر واپس آنے میں سکون ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم کسی شخص کی مسجد میں آمد ورفت دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ مسجد میں بیٹھنے والا تین میں ایک

چیز سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ قابل استفادہ دوست، یا حکیمانہ بات، یا رحمت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تابعی کا قول ہے کہ جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے ربّ سے ہم مجلس ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی زبان سے کلمہ خیر ہی سرزد ہونا چاہیے۔

ترہیب، اذان کے بعد بغیر عذر کے مسجد سے باہر جانا منع:

سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مؤذن کے اذان دینے کے بعد مسجد سے باہر نکلا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی ہے۔ پھر فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب تم مسجد کے اندر رہو اور اذان ہو جائے نماز پڑھے بغیر نہ نکلا کرو۔ [احمد]

نوٹ: شرعی عذر کی بنا پر مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔

مسجد میں تھوکنا اور گمشدہ اشیاء کا اعلان کرنا منع ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا پھر خود اس کو صاف کیا۔ اور زعفران منگوا کر اس پر چھڑکا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتے ہیں جب تم نماز پڑھو اپنے سامنے نہ تھوکا کرو۔ [بخاری]

صحیح بخاری میں ہے:

((اَلْبُصَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَکَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا))

''کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو صاف کرنا ہے۔''

نوٹ: آج کے دور کے مطابق جب کہ مساجد پختہ اور کارپٹ ہیں اس صورت حال میں جیب میں ٹیشو یا رومال رکھنا چاہیے یا پھر اپنے کپڑے کے کونے میں تھوکنا چاہیے۔

گمشدہ چیز کا اعلان کرنے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

﴿ اِذَا رَأَیْتُمْ مَنْ یَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَیْكَ ﴾

''جب تم مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان سنو تو کہو کہ اللہ تیری چیز واپس نہ لوٹائے۔''

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مساجد میں کسی بھی گم شدہ اشیاء اور دیگر دنیاوی کاروبار کا اعلان کرنا یقیناً منع ہے۔

کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانا منع ہے:

((مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا))

''کچا لہسن کھا کر ہماری مسجدوں کے قریب بھی نہ آؤ۔''

بخاری کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ جس سے ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ ایسے نمازی کے قریب تک نہیں آتے کیوں کہ فرشتے منہ میں منہ ڈال کر بات لیتے ہیں۔ یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ یہ عبادت نامقبول ہے۔

محلوں اور کالونیوں میں مساجد بنانے کا حکم:

مسجد کی فضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں اور کالونیوں میں مساجد تعمیر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ان کو صاف اور معطر رکھنے کا حکم دیا۔ [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ، ص:۶۹]

دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں جس کی طرف چل کر جانے سے نیکی ملتی ہو صرف مساجد ہی ایسی عظیم جگہیں ہیں جس کی طرف جانے اور آنے سے نیکی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کا کوئی مکان چاہیے جتنا بھی خوبصورت اور عمدہ تعمیر شدہ ہو اس کو اللہ کا گھر نہیں کہا جا سکتا ہے۔ مسجد اگرچہ کچی اور چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اسے اللہ کا گھر ہی کہا جائے گا یہ یاد رہے مسجدیں اللہ کا گھر ہیں۔ یہ اضافت تشریفی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ مستوی علی العرش ہے۔

مساجد کے فضائل احادیث میں کثرت سے وارد ہیں بخوف طوالت یہاں ترک کر دیے گئے ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے آپ جہاں بھی کوئی کالونی آباد کرنا چاہیں تو سب سے پہلے مسجد کے لیے زمین چھوڑیں اور مسجد بنائیں حتی کہ مربعوں اور کھیتوں میں برکت کے لیے اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لیا جائے تاکہ اس کالونی مربع اور کھیت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کا نزول عام ہو محلّہ والوں کو شوق پیدا ہوا کہ ہم نے یہ مسجد آباد کرنی ہے قرآن میں صاف لفظوں میں موجود ہے:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴾ [التوبة:١٨]

''مساجد کوصرف اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہی آباد کرتے ہیں۔ ان (کے اوصاف) نماز قائم کرتے ہیں زکوۃ ادا کرتے اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے نہیں کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

مساجد کوآباد کرنے سے دلوں میں نور پیدا ہوگا اور گھروں میں اللہ تعالیٰ کی برکات کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ تمام اہل اسلام توحید وسنت کی نشر واشاعت کے لیے مسجد یں تعمیر اور آباد کریں۔ مساجد کو آباد کرنے سے ہمارے گھر آباد ہوں گے اور دلوں میں روشنی اور نور پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

مساجد کے نام تجویز کرنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے بھی مساجد کے نام رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ﴾

[بنی اسرائیل:١]

''پاک ہے وہ ذات جس نے رات ہی رات میں اپنے پیارے حبیب کریم (ﷺ) کوسیر کرائی مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک۔''

مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ ہیں۔

سفر ہجرت کے اختتام پر مدینہ کے قریب سب سے پہلی مسجد جو رسولِ کریم (ﷺ) نے تعمیر کرائی اس کا نام مسجد قباء ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد قباء میں ہر ہفتہ کو جاتے سواری پر بھی اور پیدل بھی اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ [صحیح بخاری، حدیث:١١٩٣]

رسول اللہ ﷺ نے قباء میں چار دن یا دس دن سے زیادہ یا پہنچ اور روانگی کے علاوہ ۲۴ دن قیام فرمایا اور اسی دوران مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز بھی پڑھی یہ آپ ﷺ کی نبوت کے بعد پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ [الرحیق المختوم،ص:٢٤٠،بلال ایڈیشن]

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ تبویب قائم فرمائی ہے۔

((بَابٌ هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِيْ فُلَانٍ))

''کیا ایسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد فلاں قبیلہ کی ہے۔''

اس باب میں سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت لائے ہیں جس میں مسجد بنی زریق کا تذکرہ موجود ہے جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ مساجد کے مختلف نام رکھنے جس طرح کتاب اللہ سے ثابت ہیں اسی طرح سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہیں۔

صحیح بخاری کی حدیث ۷۵۵ میں بھی لفظ موجود ہیں۔

((حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدَ لِبَنِيْ عَبَسٍ))

ان مساجد کے علاوہ بھی بلد الحرام میں مساجد کے نام رکھے ہوئے ہیں بلکہ عالم اسلام کی کوئی ایسی مسجد نہیں جس کا نام نہ رکھا گیا۔ مثلاً مسجد ابراہیم، مسجد نمرہ، مسجد قبلتین وغیرہم وکثیر معہم بطور نمونہ مشت از خروارے چند مساجد کے نام اوپر ذکر کیے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ مساجد کے مختلف نام رکھے جاسکتے ہیں تاکہ پہچان ہوسکے۔

اسی سنت متواترہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قصبہ راجووال میں بھی مساجد اہل حدیث کے مختلف نام رکھے گئے ہیں تاکہ آنے والے احباب کو کوئی مشکل پیش نہ آئے اور باسہولت اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے جس سے عوام اور خواص سبھی مستفید ہوتے ہیں۔

بڑے افسوس سے لکھا جارہا ہے کہ راجووال کی تاریخ کا صحیح علم نہ ہوسکا تاہم ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک صدی سے یہ گاؤں آباد ہے۔ زیادہ تر گاؤں کمبوہ برادری پر مشتمل ہے جو کہ ایک ہی دادا کی اولاد ہے۔



نقطۂ نظر

دختر فروشوں کو آزادی مبارک

ابوعبدالرحمٰن سلفی

ایٹمی پاکستان کی بیٹی عافیہ صدیقی پاکستان کا باسٹھواں (62) یوم آزادی امریکہ کی ایک کال کوٹھری میں گزارے گی ' اسے 14 اگست 1947 کا وہ دن یاد ہوگا جس دن ہم نے یہ خطہ اراضی لاکھوں جانوں کی قربانی کے بعد حاصل کیا تھا تا کہ ہم آزادی سے زندگی بسر کرسکیں' مگر 14 اگست کو جشن منانے کے لئے اس کے پاس نہ موم بتی ہوگی کہ وہ رات کو چراغاں کر سکے اور نہ قومی پرچم ہوگا کہ وہ اپنی کال کوٹھری کے آہنی دروازے کی کسی سلاخ سے لٹکا دیتی لیکن وہ اپنے پاکستان کو ضرور یاد کرے گی کہ جہاں عمارتوں کو دلہن بنایا جائے گا' بازاروں کو سجایا جائے گا اور خوب جشن منایا جائے گا۔اور ہاں اگر عافیہ کو اسکے جسم سے اٹھتی ٹیسوں نے اجازت دی تو وہ 30 مارچ 2003 کا وہ دن بھی یاد کرے گی۔

کہ جس دن ڈاکٹر عافیہ صدیقی بانی پاکستان (محمد علی جناح) کے شہر کراچی سے اپنے تینوں پھول جیسے بچوں سمیت اپنے ہی ملک کے محافظوں کے ہاتھوں لا پتہ ہوگئی تھی کیونکہ اپنی ہی قوم کو مکا دکھانے والے جنرل (ر) پرویز نے ڈالروں کی لالچ میں ان صلیبیوں کے لئے پورے ملک کو ان کی شکارگاہ بنا دیا تھا جس کا اعتراف اس نے اپنی کتاب کے باب (انسانوں کے شکار Men Hunt) میں کیا ہے۔''ہم نے القاعدہ والوں کے ساتھ بلی چوہے کا کھیل کھیلا ان کے 672 افراد پکڑے اور ان میں سے 369 امریکیوں کے سپرد کئے اور اس کے عوض کئی ملین ڈالر انعام میں پائے''۔

محمد بن قاسم کی سپاہ سے کیا تعلق؟

عافیہ صدیقی نے محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد کو پڑھا ہوگا وہ تو اپنے آپ کو خوش قسمت گردانتی ہوگی کہ وہ اپنے ملک پاکستان کی محفوظ سرحدوں میں موجود ہے' جہاں اسے کوئی کافر کبھی چھونے کی کوشش بھی نہیں کرسکتا' اور ان سرحدوں کے محافظوں پر تو وہ رشک کرتی رہی ہوگی مگر عافیہ کو حقیقت کا تو اس روز پتا چلا ہوگا جس دن اسے اپنے ہی ملک کے محافظوں نے ہتھکڑیاں پہنا کر دشمنوں کے حوالے کیا' کہ اس ملک کے محافظوں کا محمد بن قاسم کی سپاہ سے کیا تعلق بلکہ وہ تو بغداد کے ان لوگوں کی طرح ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کے عوض اپنی بیٹیوں کو دشمن کے سامنے پیش کر دیا تھا' جو غیرت وحمیت کا سودا کر کے جان و مال کی حفاظت کرتے تھے' معلوم نہیں کہ انہوں نے عافیہ کے سر کی کتنی قیمت وصول کی ہوگی یقیناً بہت بھاری ہوگی کیونکہ طاغوتوں کے سامنے پورے قد کے ساتھ کھڑے ہونے والوں کے سر بڑے قیمتی ہوتے ہیں' کوڑیوں کے مول تو وہ کھوپڑیاں ملتی ہیں جو جابروں کی دہلیز پر سجدہ ریز ہوتی ہیں۔

عافیہ بگرام جیل میں!

کراچی سے لاپتہ ہونے کے 2 سال تک کچھ پتا نہ چل سکا کہ عافیہ کہاں ہے۔سال 2005 میں بگرام جیل سے فرار ہونے والے چار قیدیوں نے ایک ٹیلی ویژن چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ ہم اکثر کسی عورت کی اندوہناک چیخیں سنتے تھے جیسے اسے سخت اذیت دی جارہی ہے۔عافیہ کے لاپتہ ہوئے پانچ سال گزر جانے کے بعد برطانوی صحافی نومسلم یوآنے رڈلے (مریم رڈلے) نے اس کا مسئلہ عالمی سطح پر اٹھایا اور یہ خدشہ ظاہر کیا کہ بگرام عقوبت خانے کی قیدی نمبر 650 ممکنہ طور پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔

عافیہ ایک مسلمان با حیا پاکستانی عورت ہے' مگر برطانوی رکن پارلیمنٹ کے مطابق بگرام جیل میں عملے کی جانب سے اسے جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ جہاں اسے مردانہ غسل خانہ استعمال کرنا پڑتا تھا۔ جس میں پردے کا بھی کوئی انتظام نہ تھا' وہاں اسے قیدیوں کے ساتھ برہنہ بند رکھا گیا اور مرد اہلکار اس منظر پر قہقہے لگاتے رہے صرف چند لمحوں کے لئے سوچئے کہ ایک پنجرے میں قید برہنہ مسلمان عورت کے سامنے مرد اہلکار قہقہے لگائیں تو اس کی عزت نفس کتنی بار موت کی تکلیف سے گزرے گی، یہ وہ عورت ہے جس نے مغرب کے بے حجابانہ ماحول میں بھی حجاب کی لاج رکھی اور ستر پوشی کا جو وعدہ اس سے قرآن نے لیا تھا اسے ہمیشہ پورا کرنے کی کوشش کی۔ ظالموں کا جسمانی تشدد بھی اس ذہنی تکلیف سے کم نہ تھا، اسے مسلسل پانچ سال جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، اس کے دانت اور ناک کی ہڈی تک توڑ دی گئی اس کے تینوں معصوم بچوں کو اس سے چھین لیا گیا، جن میں سے دو کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر چکے، یا پھر وہ بھی گلابی گالوں، شہابی آنکھوں اور سنہری بالوں والی افغان بچیوں کی طرح امریکہ کے بازار میں نیلام ہو چکے۔

عافیہ امریکی عقوبت خانے میں!

برطانوی نومسلم یوآنے رڈلے (موجودہ مریم رڈلے) کی کوششوں سے امریکیوں کا انتہائی مکروہ ظلم جب بین الاقوامی سطح پر اس انداز میں ظاہر ہوا تو امریکیوں نے گزشتہ پانچ برسوں کے مظالم سے انکار کرتے ہوئے یہ جھوٹا دعویٰ داغ کر کہ ''ہم نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 17 جولائی 2008 کو افغانستان میں ممنوعہ مواد کے ہمراہ گرفتار کیا ہے'' یہاں سے امریکہ لے گئے اور اب عافیہ امریکہ کے کسی عقوبت خانے میں اپنی چیخوں میں مچلتی رہتی ہے۔ نیویارک کی عدالت میں پیشی کے وقت لی گئی عافیہ کی تصویر دو دن بعد ماں کو دکھائی گئی۔ ماں نے عینک کے شیشے صاف کئے۔ تصویر کو آنکھوں کے قریب لائی غور سے دیکھا اور بولی ''نہیں'' میں اسے نہیں جانتی۔ ماں کیا گھر کا کوئی فرد اسے پہچان نہیں سکا ہڈیوں کا ڈھانچہ' ٹوٹی اور پچکی ہوئی ناک' ادھڑے ہوئے دانت' پلاسٹک سرجری سے مسخ کر دیا جانے والا چہرہ' بگڑے ہوئے نقوش' کوئی اسے کیسے پہچانے؟!

قلب مصطفیٰ ﷺ کی توہین!

ستم گروں نے یہاں پتھریلی دیواروں پر ایک اللہ کے آگے جھکنے والے اس سر کو اتنا مارا کہ اس چشم نم کو اب کم دکھائی دیتا ہے، اس نے کانپتے ہونٹوں سے بس یہی درخواست کی تھی کہ مجھے قرآن لا دو!

اس مطالبے پر تہذیب کے علم برداروں کا سوال کہ جب تجھے صحیح طرح نظر نہیں آتا تو قرآن میں دیکھے گی کیا؟ ابلیسی حیلوں نے انہیں سمجھایا کہ عافیہ کو سب کچھ دکھائی دیتا ہے یہ صرف ہمارے سامنے ڈرامہ کر رہی ہے اور یہ جاننے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ قرآن اس کے پیروں میں ڈال دو (نعوذ باللہ)، اور پھر تاریکی اور خاموشی نے یہ دردناک منظر دیکھا کہ ظلم کے امام عافیہ کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ ''دہشت گرد عورت! چل آگے بڑھ'' لیکن حافظہ عافیہ نے تو قرآن کی خوشبو کو شعور میں بسا رکھا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وجود کی حرکت سے پہلے شعور نہ مچلتا ...... عافیہ نے قدموں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ایمان سے بھرپور انداز میں یوں للکارا! بدبختو میرے سامنے قلب مصطفیٰ ﷺ کی توہین کرتے ہو، وہ شیرنی کی طرح دھاڑتی رہی یہاں تک کہ جسم پر مسلسل پڑنے والے بندوق کے بٹوں نے اسے خاموش کرا دیا اور وہ بیہوش ہو گئی۔ عافیہ تو کچھ دیر کے لئے بے ہوش ہوئی تھی مگر حقیقتاً ہم کافی دیر سے بے ہوش ہیں۔ ہم سولہ کروڑ عوام ایسی راکھ بن چکے ہیں کہ اب کوئی کسی چنگاری کی آرزو میں اس راکھ کو نہ کریدے۔

بے حس حکمران!

ہاں البتہ عافیہ اگر طالبان کی قید میں ہوتی اور اسے برہنہ کیے بغیر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ کوڑے مارنے کی ویڈیو بنوا کر عافیہ کے ساتھ بیتی ظلم وستم کی یہ کربناک داستان میڈیا پر چلوائی جاتی تو شاید ریلہ بھی نکلتا اور ریلی بھی! اور شاید علماء کی طرف سے طالبان کے را کے ایجنٹ ہونے کے فتوے بھی دیے جاتے اور پھر شاید ہماری فورسز طالبان کے خلاف کوئی بڑا آپریشن بھی کرتیں! مگر افسوس کہ عافیہ

سوات کی رہائشی نہیں! اور یہود و نصاریٰ کے ٹکڑوں پر پلنے والی این جی اوز کے نزدیک امریکیوں کے اس مکروہ ظلم پر احتجاج غیر ضروری ہے۔ اور ہمارے حکمران اگر چاہیں تو عافیہ کی رہائی کے لئے ابھی بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے مگر وہ تو خود انکے غلام ہیں' انہوں نے ڈالروں کے عوض بردہ فروشی کر کے خود گوانتانا موبے کو سجایا ہے، وہ تو خود اس صلیبی جنگ میں ان کے اتحادی ہیں اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے وہ امریکی مفاد میں مداخلت کرنا ہی نہیں چاہتے۔ عافیہ کی وکیل ڈان کارڈی نے شکوہ کیا ہے کہ ''رہائی کے سلسلے میں پاکستان کی حکومت سنجیدہ اور پرزور کوشش نہیں کر رہی' لہذا عافیہ کا پاکستان جانا ممکن دکھائی نہیں دیتا۔'' اس کے برعکس امریکیوں کے نزدیک اپنے شہریوں کی قدر دیکھیں کہ امریکی ریاست ورجینا میں سی آئی اے کے دو اہلکار قتل ہوئے اور امریکہ ان کے قاتل ''ایمل کانسی'' کو ان حکمرانوں کے تعاون سے ڈیرہ غازی خان سے گرفتار کر کے لے گیا اور 14 نومبر 2002 کو اسے زہر کا ٹیکہ لگا کر شہید کر دیا گیا۔

مسلمان بیٹیوں کا صلیبی عقوبت خانے سے پیغام اپنے بھائیوں کے نام!

میرے پیارے مسلمان بھائیو! یہ صرف ایک عافیہ کی نہیں بلکہ ان کافروں اور منافقوں کے عقوبت خانوں میں عافیت کی دعائیں مانگتی کتنی بہنوں اور بھائیوں کی التجائیں ہیں جو ہمارے تک پہنچتے پہنچتے گھٹ کر ختم ہو جاتی ہیں یا پھر جنہیں ہماری سماعتیں سلب کر لیتی ہیں۔ کفار کے عقوبت خانوں میں موجود ہماری ان بہنوں میں سے ایک عراق کی ابو غریب جیل کی قیدی ہماری بہن فاطمہ بھی ہے۔ فاطمہ کے مسلمانوں کے نام بھیجے ہوئے خط سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان عقوبت خانوں میں پڑی مسلمان بیٹیوں کو کس ذلت و رسوائی کا سامنا ہے بلکہ حقوق نسواں کا علم بلند کرنے والی اس عالمی برادری کا چہرہ بھی بے نقاب ہوتا ہے۔ خط کا متن یوں ہے کہ

میں پناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے اللہ کی۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا۔

''کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے''۔

میں نے اس سورۃ کریمہ کو اس لیے منتخب کیا ہے کہ یہ سورۃ شدت سے میرے اور آپ کے دل پر اثر انداز ہونے والی ہے اور مومنین کے دلوں پر اس کی بڑی ہیبت ہے۔ اے اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہد بھائیو! میں تمہیں کیا بتاؤں! یہ بتاؤں کہ ہمارے پیٹ تو حرام کی اولاد سے بھرے جا چکے ہیں ان لوگوں کے ظلم و جبر کی وجہ سے جو حقیقت میں بندروں اور خنزیروں کی اولاد ہیں جو ہمیں جبراً جنسی تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ یا یہ بتاؤں کہ انہوں نے ہمارے سینوں میں جو قرآن مقدس محفوظ تھا اس کو انہوں نے پھاڑ دیا ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

کیا تم ہمارے حال سے واقف نہیں!!

کیا واقعتاً تمہیں معلوم نہیں کہ ہم پر کیا بیت رہی ہے؟

ہم تمہاری بہنیں ہیں! ہاں ہم تمہاری بہنیں ہیں!

اللہ تعالیٰ ہماری حالتِ زار کے بارے میں ضرور آپ سے پوچھے گا۔ اللہ کی قسم پس دیوار زندان ہم پر کوئی ایسی رات نہیں بیتی کہ جب کوئی درندہ صفت بندر اور خنزیر کی اولاد ہم پر شدت شہوت سے جھپٹا نہ ہو اور ہمارے جسموں کو چیرا پھاڑا نہ ہو حالانکہ ہمارے دامن تو خوف الٰہی کی وجہ سے قطعاً داغ دار نہ تھے تم ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! ہمیں ان کافروں کے ساتھ مار ڈالو! ہمیں بھی ان کے ساتھ تباہ کر ڈالو اور ہمیں اس حال میں مت چھوڑو اور ہمیں اس حال میں مت چھوڑو!! کہ یہ کفار ہمیں لذت کا باعث بناتے رہیں اور ہماری عزت لوٹتے رہیں عرش الٰہی کی عزت و کرامت کے واسطے ہمیں اس حال میں مت چھوڑو! تم ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو! تم ان (کفار) کے ٹینکوں اور طیاروں کو باہر چھوڑ دو اور اپنا رخ ہماری طرف ابو غریب کو موڑ لو اپنا رخ ہماری طرف' ابو غریب جیل کو موڑ لو میں تمہاری اسلامی بہن فاطمہ ہوں!!

ھاں میں تمہاری اسلامی بہن فاطمہ ہوں!!! انہوں نے مجھے ایک دن میں ۹ سے زائد مرتبہ جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔ ۹ سے زائد مرتبہ کیا تم

سمجھ نہیں سکتے ؟ کیا تم سمجھ نہیں سکتے ؟ کیا تم سمجھ نہیں سکتے ؟ ذرا تصور تو کرو کہ تمہاری ایک بہن کی عزت وعفت پہ ڈاکہ ڈالا جائے پھر تم کیوں تصور نہیں کرتے ؟ کہ میں بھی تمہاری بہن ہوں۔

اب میرے ساتھ ۱۳ لڑکیاں اور ہیں اور سب کی سب غیر شادی شدہ ہیں۔ سنتے کانوں اور دیکھتی آنکھوں ان کی عزت وناموس کو تار تار کیا گیا سب کے سامنے۔ ہمیں انہوں نے ادائیگی نماز سے روک رکھا ہے اور ہمارے تنوں سے لپٹے ہوئے پیراہن (کپڑے) اتار پھینکے ہیں اور ہمیں اپنے برہنہ جسموں کو ڈھانپنے کی اجازت نہیں اور جب میں تمہاری طرف یہ خط لکھ رہی تھی تو ایک لڑکی نے خودکشی کر لی جس کے دامن عفت کو وحشیانہ طریقے سے روندا گیا اور جب ایک فوجی نے اس کی عزت کو پامال کرنے کے بعد اس کے سینے اور رانوں پر مارا اور اسے ایسا عذاب دیا کہ جو یقین سے بالاتر ہے وہ اپنا سر دیوار سے مارنے لگی اور وہ اپنا سر دیوار سے مارتی گئی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئی! حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئی! اس لیے کہ یہ اس کی برداشت سے ماورا تھا اگرچہ خودکشی اسلام میں حرام ہے لیکن میں اس لڑکی کو معذور سمجھتی ہوں یہ امید کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے بیشک وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے!

اے میرے بھائیو! میں تم سے ایک بار پھر التجا کرتی ہوں! اللہ سے ڈرو! ہمیں بھی ان کفار کے ساتھ مار ڈالو شاید کہ ہمیں سکون نصیب ہو جائے پس ہمیں بھی ان کفار کے ساتھ مار ڈالو شاید کہ ہمیں سکون نصیب ہو جائے۔ (اختتام)

روز محشر رسوائی!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ تو مومنوں کو آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور ایک دوسرے کی طرف جھکنے میں ایسا دیکھے گا جیسے جسم کا حال ہے کہ اگر جسم کے ایک عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو جسم کا باقی حصہ بے خوابی اور بخار کے ساتھ اسکا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری)

ان کافروں اور منافقوں کے عقوبت کانوں میں پڑی یہ سب میری مومنہ بہنیں ہیں میری آنکھ کا ہر آنسو ان کے غم میں رو رہا ہے اور ایک سوال ہے جو میری روح کے چہرے پر تھپڑ مارتا ہے کہ جس سے میرا وجود لرز اٹھتا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ اگر روز حشر ہماری ان بہنوں نے ہمارا گریبان پکڑ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں ہمیں پیش کر دیا اور رب نے ہم سے ان کے بارے میں سوال کر لیا تو ہمارا کیا بنے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی کسی ایسے موقع پر دوسرے مسلمان کا ساتھ چھوڑے جہاں اس کی عزت گھٹائی جا رہی ہو اور اس کی حرمت پامال کی جا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسے موقع پر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جہاں وہ چاہ رہا ہوتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کرے۔''

[ابوداؤد]

شہیدہ حجاب!

ابھی فاطمہ اور عافیہ کے غم کے آنسو خشک نہ ہوئے تھے کہ یکم جولائی 2009 کو جرمنی میں ہونے والے مروا شیر بنی (شہیدہ حجاب) کی شہادت کے واقعے نے میری سوچوں کو پیچ کر رکھ دیا میرے وجود سے اٹھنے والی ٹیسوں میں اضافہ کر دیا' مروا شیر بنی کا تعلق مصر سے تھا، وہ انتہائی باپردہ، سلیقہ مند اور اسلام سے بے حد محبت کرنے والی خاتون تھی۔ وہ 2005 میں اپنے خاندان کے ساتھ مصر سے جرمنی کے شہر ڈرسٹن منتقل ہوئی۔ وہاں 28 سالہ ایک جرمن شہری الیکس ان کا پڑوسی تھا۔ مسلم خاتون شیر بنی جب بھی حجاب پہنے اپنے گھر سے باہر نکلتی تو الیکس اسے تحقیر آمیز نظروں سے دیکھتا تھا۔ شیر بنی نے اس بات کا ذکر اپنے شوہر سے کیا شاید ہمارے پڑوسی کو ایک مسلمان خاندان کا یہاں رہنا پسند نہیں۔

اگست 2008 میں مروا شیر بنی جب اپنے 3 سالہ بچے کو گھر کے قریب واقع پارک میں جھولا جھلا رہی تھی تو اس اثناء میں الیکس پارک میں داخل ہوا اور شیر بنی کو حجاب میں دیکھ کر اسے مسلم انتہا پسند، دہشت گرد اور کتیا کہا۔ مروا اور اس کے شوہر نے الیکس کے اس مذہب کی بنیاد پر تعصّبانہ اور نازیبا رویئے پر عدالت سے رجوع کیا۔ الیکس نے عدالت میں کہا کہ اس شدت پسند مسلم خاندان کو جرمنی میں رہنے کا کوئی حق

نہیں۔ یکم جولائی 2009 کو شیر بنی اپنے خاوند اور تین سالہ معصوم بیٹے کے ہمراہ مقدمے کی سماعت کے لئے عدالت میں موجود تھی اس موقع پر شیر بنی کو حجاب میں دیکھ کر ایلکس نے چاقو کے اٹھارہ وار کر کے شیر بنی کو شہید کر دیا جو اس وقت تین ماہ کی حاملہ تھی۔ شیر بنی کا شوہر اپنی بیوی کو بچانے کی کوشش میں قاتل کے چاقو اور پولیس کی گولی لگنے سے شدید زخمی ہو گیا اور اب ہسپتال میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔

مسئلہ اسلام اور کفر کا ہے!

یہ کفار مسلمانوں کو شدت پسند اور خود کو آزادی اظہار رائے اور بنیادی انسانی حقوق کا علم بردار ظاہر کرتے ہیں جبکہ مذکورہ واقعات سے مغربی معاشرے میں پائی جانے والی شر پسندی ثابت ہوتی ہے، مروا شیر بنی کو بھی اپنی مرضی کا لباس پہننے کا پورا حق حاصل تھا مگر مغربی معاشرے کے ایک شدت پسند شہری نے اس کا حق اس سے چھین لیا اور صرف اس بات پر مروا کی جان لے لی کہ اس بد بخت کو ایک مسلم خاتون شیر بنی کا حجاب اوڑھنا پسند نہ تھا۔

کفار کا یہ دوہرا معیار چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اصل مسئلہ دہشت گردی کا نہیں اسلام و کفر کا ہے۔ قرآن مجید (سورۃ بروج آیت نمبر 8) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے'' کافر مسلمانوں سے انتقام صرف اس وجہ سے لیتے ہیں کہ وہ اس اللہ پر ایمان لائے ہیں جو غالب اور حمید ہے۔''

خونِ مسلم اتنا ارزاں نہ تھا!

مصری صدر حسنی مبارک نے اپنے ملک کی با حیا خاتون مروا کے اس سفاکانہ قتل پر جرمن خاتون چانسلر سے صرف اتنا کہنا ضروری سمجھا کہ '' آپ مصری عوام کی تسلی اور تشفی کے لئے اس کیس میں ذاتی دلچسپی لیں''۔ وہ مسلمان کہ جس کی حرمت بیت اللہ کی دیواروں سے زیادہ تھی آج ان نام نہاد مسلم حکمرانوں کی عیاشیوں کی وجہ سے اتنی ''**ارزاں**'' ہو گئی کہ کوئی بھی نجس مشرک جب چاہے، جہاں چاہے، جتنے چاہے مسلمانوں کا خون بہائے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اگر ایسا ہی قتل کسی مسلم ملک میں کسی کافر کا ہو جاتا تو یہ مغربی ممالک پوری دنیا میں اودھم مچا دیتے۔ اسی سال مارچ میں فلسطینی مجاہدین سرحد پر ہونے والی جھڑپ میں ایک اسرائیلی فوجی گرفتار کر لیتے ہیں اس پر یہود المروٹ کی غیرت ملاحظہ کریں کہ وہ اپنے ایک فوجی کے عوض سینکڑوں فلسطینیوں کو آزاد کرنے کی پیشکش کر ڈالتا ہے۔ اور یہ پیشکش صرف رسمی طور پر نہیں کرتا بلکہ اس پیشکش کے لئے اپنے اسرائیلی انٹیلی جنس سربراہ کو مجاہدین سے مذاکرات کے لئے روانہ کرتا ہے۔

مہذب، شائستہ، پرامن کون؟

ایک طرف جہاں عافیہ، فاطمہ اور شیر بنی کے ساتھ ہونے والے کربناک ظلم وستم کی داستانیں ہیں تو دوسری طرف طالبان والقاعدہ کی قیدی نومسلم یوآنے رڈلے (موجودہ مریم رڈلے) کی بھی ایک داستان ہے جسے وہ 11 روز طالبان کی قید میں گزارنے کے بعد اپنی کتاب ''طالبان کی قید میں'' In the hand of Taliban ''میں بیان کرتی ہے۔

جس سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں!

'' میں چاہتی ہوں کہ ہر کوئی یہ جان لے کہ مجھ سے کیسا اچھا سلوک ہو رہا ہے کیونکہ یہ بتا دینے سے شاید مجھے سکون آ جائے گا۔ میں شرطیہ کہتی ہوں کہ باہر کے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مجھے اذیتیں دی جا رہی ہیں۔ زدوکوب کیا جا رہا ہے' اور جنسی تشدد کا نشانہ بنائی جا رہی ہوں۔ یہ قطعاً غلط ہے اس کے برعکس مجھ سے شفقت اور احترام کا سلوک ہو رہا ہے یہ کتنی ناقابل یقین اور حیرت انگیز بات ہے''

'' کیا آپ (طالبان) کو پتہ ہے کہ مغرب کے لوگ آپ کے بارے میں کیا سوچ رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے میری بات نہایت سنجیدگی سے سنی'' میں نے کہا'' میری ماں سمجھتی ہوگی کہ آپ نے مجھے ٹخنوں سے باندھ کر چھت کے ساتھ برہنہ کر کے لٹکایا ہوگا اور مجھے کوڑے مارے جا رہے ہوں گے'' یہ سن کر انکا چہرہ سرخ ہو گیا انکے رونگٹے کھڑے ہو گئے انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور فوراً چل دیئے'' اچھا'' یہ کہہ کر میں سوچ میں پڑ گئی میں انہیں کتنا غلط سمجھتی تھی۔''

'' پہلے وہ مجھے کھانا کھلاتے پھر خود کھاتے' میرے کپڑے ان کی خواتین دھوتیں، اگر میں غمگین ہوتی تو وہ بھی غمگین ہو جاتے حالانکہ میں

نے انہیں اشتعال دلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی میں نے تفتیش کاروں کے منہ پر تھوکا، انہیں گالیاں دیتی رہی اور بری طرح دھتکارتی بھی رہی اس کے جواب میں وہ مجھے اپنی معزز بہن اور مہمان کہتے رہے، مجھے صاف ستھرا ایئر کنڈیشنڈ کمرہ بھی دے رکھا تھا جس کی چابی بھی میرے قبضے میں تھی، دوران تفتیش وہ میرے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ جسکا مجھے بعد میں انکشاف ہوا کہ اسلام میں مرد کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔''

''مجھے کئی سالوں سے ہائی بلڈ پریشر چلا آ رہا تھا طالبان کے ساتھ تین ہی دن گزارنے سے میں بالکل ٹھیک ہوگئی تھی۔''

''چنانچہ جس روز امریکہ اور برطانیہ نے کابل پر پچاس کروز میزائل پھینکے، لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے اگلے دن مجھے افغانستان سے نکال باہر کر دیا گیا۔ میں نے واپسی پر برطانوی صحافی خواتین کے سالانہ اجلاس میں اپنی جو روداد قفس سنائی، میں نے کہا طالبان نے مجھ سے بہت شریفانہ سلوک کیا میں ان کی بیحد شکر گزار ہوں، میں نے اس وقت محسوس کیا کہ بعض لوگوں کی دلی خواہش تھی کہ وہاں مجھ پر جنسی حملے کئے جاتے یا کسی اور طرح تشدد کا نشانہ بنتی اور تابوت میں بند ہو کر وطن واپس آتی تو ان سے مفید صحافتی خدمات کا سرٹیفکیٹ پا لیتی۔ ایک دفعہ میں لندن میں سیاہ کیب میں سوار ہوئی اس کے ڈرائیور نے مجھے پہچان لیا اور بولا ...... کیا تم وہی چڑیا ہو جسے طالبان نے اپنے پنجرے میں بند کر دیا تھا، میں نے ہاں کہا تو اس نے کہا، تو کیا انہوں نے تجھ سے جنسی فعل کیا؟ میں نے نفی میں سر ہلا دیا تو وہ بولا مجھے بالکل یقین نہیں آتا اگر میں وہاں ہوتا تو تجھے بھنبھوڑ کر رکھ دیتا'' آگے رڈلے کہتی ہے'' یہ ہے فرق دونوں تہذیبوں میں۔''

القاعدہ اور طالبان نے عین حالت جنگ میں جرمن عیسائی مبلغین کو محض اس لئے رہا کر دیا تھا کہ اب وہ ان قیدیوں کے حقوق ادا نہیں کر سکیں گے۔ پھر مہذب، شائستہ، پر امن قوم کون سی قرار پاتی ہے اور اجڈ، گنوار اور دہشت گرد کون؟

لمحہ فکریہ!

یو آنے رڈلے طالبان کے سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان (مریم رڈلے) ہو چکی، کیوں کہ طالبان نے اپنی حکومت کے انتہائی مختصر عرصہ میں افغانستان کے 90% علاقے میں کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا نفاذ کر کے افغانستان کو امن و سلامتی کا ایک مثالی گہوارہ بنا دیا تھا۔ مگر ہم آزادی کے باسٹھ سال گزر جانے کے بعد ''لا الہ الا اللہ'' کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں اس کلمہ طیبہ کا عملی نفاذ نہ کر سکے۔ اس کے برعکس افغانستان میں اس کلمہ کا نفاذ کرنے والے طالبان اور القاعدہ کے خلاف صلیبی جنگ میں ہم نے ان صلیبیوں کی غلامی اختیار کی جن سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ہمارے آباؤ اجداد نے لاکھوں قربانیاں دیں تھیں۔ اور ان صلیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہم نے مقصد پاکستان کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والی لال مسجد کی ہزاروں بچیوں کو خون سے نہلا دیا اور اسی پر بس نہیں ان صلیبیوں سے ڈیڑھ ارب ڈالر سالانہ کی بھیک لینے کے لئے نفاذ شریعت کا معاہدہ توڑ کر سوات کی جنت نظیر وادی کو کھنڈرات میں بدل دیا اور یہاں کے لاکھوں پر امن شہریوں کو بے گھر کر دیا۔ اور ہم نے نہ صرف مقصد پاکستان (نفاذ اسلام) کی آواز بلند کرنے والے کتنے ہی ماؤں کے جگر گوشے برسوں سے غائب کر رکھے ہیں بلکہ عافیہ اور نہ جانے عالم اسلام کے کیسے کیسے ہیرے ڈالروں کے عوض ان صلیبیوں کے ظلم و ستم کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں۔

ہاں پھر کیسا جشن آزادی!

جشن آزادی منانے سے پہلے قوم کو جاگنا ہوگا اور قوم کو یہ جاننا ہوگا کہ ابھی ہم آزاد نہیں انہیں نہ صرف ''دختر فروش آمر'' سے حساب لینا ہوگا بلکہ ان حکمرانوں کو جھنجھوڑنا ہوگا جو عوامی مینڈیٹ پر ناز کرتے ہیں لیکن اپنی بیٹی (عافیہ) کو امریکی قید سے چھڑانے کیلئے حیلے بہانے کرتے ہیں اور مقصد پاکستان کی تکمیل کے راستے میں رکاوٹیں ڈال کر ان صلیبیوں کا ایجنڈا پورا کرتے ہیں۔ اگر قوم چپ رہی تو دختر فروشی کی بھیانک سزا صرف پرویز اور ان حکمرانوں کو نہیں بلکہ سارے اہل پاکستان کو بھگتنا ہوگی۔

سیر وسوانح

سیرتِ امام بخاری رحمہ اللہ ❶

ودفاع امام دنیا فی فقه الحدیث النبوی

محمد عبدالرزاق بن عبدالحق (لیکچرر گورنمنٹ ملت ڈگری کالج، فیصل آباد)

نسب نامہ:

کنیت: امام بخاری رحمہ اللہ کی کنیت "أحب الأسماء إلى الله" میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ نام کے ساتھ "ابوعبداللہ" تھی۔

نام: آپ کا اسم گرامی "أحب العباد إلى الله" ربّ کے سب سے زیادہ محبوب اور برگزیدہ ہستی رسالت مآب والا یعنی "محمد" رکھا گیا۔

والد محترم کا نام "صادق الوعد ذبیح اللہ" والا "اسماعیل" تھا۔

دادا محتشم کا نام "جدالانبیاء خلیل اللہ" والا "ابراہیم" تھا۔

[ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، ص:۲۶۹]

خاندانی پس منظر:

ذات باری نے اس گوہر نایاب کا انتخاب ایک علمی گھرانے سے فرمایا اور انہیں "محدث ابن المحدث" ہونے کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔

[ارشاد الساری، ج:۱،ص:۳۱]

﴿ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ﴾ [المائدة:٥٤]

ولادتِ باسعادت:

اسماعیل کی صلب......ان کی اہلیہ کی ترائب اور ام محمد کے بطن سے ......ان کی دنیا میں آمد کا اہتمام فرمایا۔[ایضاً]

ولله فی خلقه شئون ۔

تاریخ ولادت:

امام بخاری کی ولادت خیرالقرون کے قریب ترین زمانہ دوسری صدی ہجری میں ہوئی......جو مہینہ نصیبے میں آیا وہ اشہر الحرام میں سے ماہِ شوال......اور جو دن حصے میں آیا وہ سید الایام، یوم جمعۃ المبارک

با الفاظ دیگر......امام بخاری رحمہ اللہ کی ولادت با سعادت ۱۳۔ شوال ۱۹۴ھ بروز جمعۃ المبارک، بعد از نماز جمعہ خراسان کے مشہور ومعروف شہر بخارا کی سرزمین میں ہوئی۔

[مرآۃ البخاری، دارالحسنٰی، گوجرانوالہ]

امام بخاری اور ردّ بصارت:

اللہ ربّ العزت کے فیصلے بھی عجب باکمال ہوتے ہیں۔

وہ چاہے تو کسی کو پہلے نورنظر سے نواز دے...... پھر اس جہان رنگ وبو کو اس کے لیے اندھیر نگری بنا دے......اور پھر سے ایک مرتبہ ......اس سے چھینی ہوئی بصارت اسے واپس لوٹا کر اس جہانِ دلربا کو اس کے لیے روشن اور جگمگ کر دے۔

قدرت نے امام بخاری رحمہ اللہ کو......اس مرحلہ سے گزارا...... پیدا ہوئے تو نورنظر کے ساتھ......کچھ عرصہ بعد اس نعمت کو واپس لے لیا ......امام بخاری کی تڑپتی، بلکتی ممتا کی آہ اور دعاؤں کو دیکھتے ہوئے...... اس رحیم وکریم نے بخاری کو پھر سے ایک مرتبہ ایسی بینائی بخشی [تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۱۰] کہ "التاریخ الکبیر" کا مسودہ چاند کی چاندنی میں مکمل کیا۔[ہدی الساری،ص:۵۰۲]

شوق بخاری:

بخاری ابھی طفل مکتب تھا کہ اس کے دل میں حفاظت حدیث کی خاطر حفظ حدیث کا شوق اور جذبہ انگڑائیاں لینے لگا۔

[تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۶]

بخاری شاہراہ بہشت پر:

بخاری نے بیت وچمن اور دیس ووطن چھوڑا......تو حصولِ ''ما قال اللہ وقال الرسول'' کے لیے۔

❀......خراسان کے دیہات ومضافات میں نکلے ......تو علم الٰہیات کے لیے۔

❀......مروو بلخ کا رخ کیا......تنقیح روایات کے لیے۔

❀...... ہراۃ ورین کی طرف بڑھے......تو اخذ مرویات کے لیے

❀...... جزیرہ وماوراء النہر کی طرف قدم اٹھے......تو علم الاسناد والمتون کے لیے۔

❀......عازم مصروشام ہوئے......تو علم الرجال والاعلام کے لیے

❀......راہی بغداد وبصرہ ہوئے......تو حفاظت حدیث کے لیے

❀...... یا نزیک مکہ ومدینہ ہوئے ......تو کتابت حدیث رسولِ مقبول کے لیے

❀......وار دِحجاز ہوئے......تو علم حدیث کے فن وراز کے لیے۔

[ارشاد الساری، ج:۱،ص:۳۲]

❀...... بظاہر اگر چہ...... بخاری اس جہان پر خار میں محو اسفار نظر آ تا ہے۔لیکن درحقیقت وہ شاہراہ جنت پر رواں دواں ہے۔

" من سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله به طريقاً إلى الجنّة ـ" [جامع ترمذى، كتاب العلم، باب ما جاء فى فضل طالب العلم، ح: ٢٨٥٨]

❀...... کیوں کہ علم دیں کا راہی......خلد بریں کا راہی ہوتا ہے۔

محافظ حدیث بخاری:

جہاں خلق قرآن کا فتنہ طغیانی پکڑے قدرت وہاں کسی ابن حنبل کا بند باندھ دیتی ہے۔

اور جہاں انکار حدیث اور ردّ حدیث کا فتنہ جڑیں پکڑنے لگے تو قدرت اسے اکھاڑنے اور پچھاڑنے کا سہرا محمد بن اسماعیل جیسے اشخاص کے سر ڈال دیتی ہے۔

اور جہاں وضع حدیث کے شجر خبیث کی شاخیں اور کونپلیں پھوٹنے لگیں تو قدرت تنقیح وتمیز کا کلہاڑا امام بخاری کے کندھوں پر رکھ دیتی ہے۔

نضر الله امرأ، سمع مقالتى، فحفظها ووعاها، ثم اداها كما سمعها ـ [سنن ابوداؤد، كتاب العلم، باب فضل نشر العلم، حديث: ٣٦٦٢،]

امام بخاری اور گلدستہ صحیح کی تیاری:

❀......ایک عرصہ دراز تک اساتذہ سے زانوئے تلمذ طے کرتے ہوئے ...... پیادہ پا،طویل ترین رحلات سفر...... پے در پے طواف بلاد ......تلقی علم مناقشاتِ علما......اور لقاءاتِ مشائخ کے صبر آزما مراحل طے کرنے

❀...... اور پھر اسانید ومتون کو جمع کرنے ...... روایات کو اکٹھا کرنے......احوالِ رجال کو ضبط کرنے......صحیح وضعیف اور موضوع وسقیم کو جانچنے پرکھنے اور حق کش وحق مخالف تحریکات کے افکار ونظریات اور عزائم سے مطلع ہونے کے بعد

❀......صحیح احادیث وروایات کے انتخاب پر مبنی ایک مجموعہ وگلدستہ حدیث کو اہل فکر ونظر کے ہاتھ تھمانے کی غرض وغایت سے تیار کردہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے......اور اس تالیف کی تیاری میں جناب بخاری کو اپنی عمر کے پانچ ہزار سات سو دن مع اپنی راتوں کے......ایک سو بانوے ماہ یعنی سولہ سال صرف کرنے پڑے۔

[تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۱۴]

تب کہیں جا کر لوگوں کے ہاتھوں میں وہ مجموعہ دلربا آیا جسے آج

الجامع الصحيح المسند من آحاديث رسول الله وسننه وأيامه ـ

یا ''صحیح بخاری'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[عمدۃ القاری، ج:۱،ص:۵]

صحیح کی تیاری میں بخاری کی بے مثال جانفشانی:

❀......مذکورہ بالا حقائق پر مستزاد یہ کہ اس بلند وبالا مقام پُر آلام کو سر کرنے کے لیے بخاری ہمیں صرف اور صرف حاطب اللیل بن کر ہر رطب ویابس کو سمیٹتے اور اکٹھا کرتے نظر نہیں آتے بلکہ پوری محنت،توجہ،

تندھی اور انہماک کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر روحانیت کے میدان میں اترتے دکھائی دیتے ہیں تو کہیں راتوں کو بار بار جاگ کر چراغ سلجھاتے اور بجھاتے نظر آتے ہیں۔[تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۱۳]

❀...... ہر روایت کو صحیح میں درج کرنے سے پہلے اہتمام غسل کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

❀......پھر باوضو ہو کر دو رکعت نماز کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو کر سرگوشیاں اور مناجات کرتے نظر آتے ہیں۔

❀......اور پھر حرم مکی کی مقدس سرزمین اور پر رحمت و بابرکت فضائے دلربا میں بیٹھ کر حدیث رسولِ مقبول کو اپنی صحیح میں نسخ کرتے پائے جاتے ہیں۔[تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۹]

فقہ البخاری:

احادیث کے جمع وضبط، جانچ و پرکھ اور نسخ و درج کے بعد تراجم ابواب کی باری آتی ہے تو بخاری رحمہ اللہ صرف اور صرف اپنی علمی قابلیت، فکری لیاقت وصلاحیت، اور نظری کدوکاوش پر اعتماد نہیں کرتا بلکہ ذہنی، قلبی اور روحانی طمانیت کے حصول اور کمال حق تک وصول کے لیے مدینۃ الرسول میں مسجد نبوی کے پر کیف ماحول میں روضہ رسول مقبول اور منبر پدر بتول کے درمیان [ہدی الساری،ص:۵۱۴]''روضة من رياض الجنة'' کے بہشتی خطے میں رب کے حضور استخارہ کرتا ہے۔

''مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ'' کا حقیقی سماں بندھتا ہے۔

''مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ'' [الجامع الصحيح، كتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، دارالسلام] کا مرحلہ آتا ہے۔ اِدھر خیر کے لیے کف مناجات پھیلتی ہے، اُدھر عطا کا ارادہ ہوتا ہے۔ خیر، دل و دماغ پر اترتی ہے۔ بخاری قلم و قرطاس پکڑتا ہے۔ ترجمۃ الباب قائم ہوتا ہے۔ کتب و ابواب کے عناوین بندھتے ہیں۔ کمالِ فقہ کا نشان بنتے ہیں۔ علماء و فضلاء کا سر تسلیم خم ہوتا ہے۔ اصحاب علم و قلم کی زبانوں سے حقیقت کا اجتماعی بیاں جاری ہوتا ہے۔

فقه البخاري في تراجمه

بخاری کی فقاہت اس کے تراجم ابواب سے عیاں ہوتی ہے۔ کسی نے بخاری کی فقاہت کا نظارہ کرنا ہو تو صحیح کے تراجم ابواب کو دیکھ لے۔
[تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۹]

شروطِ بخاری:

بخاری نے **الجامع الصحيح** کی تیاری میں درج ذیل حدود و قیود کو ملحوظ خاطر رکھا:

❀......تمام ناقلین حدیث صحابی رضی اللہ عنہ تک ثقہ ہوں۔

❀......سلسلۂ روایت کہیں منقطع نہ ہو۔

❀......راوی کی اپنے شیخ سے معاصرت ہی کافی نہیں بلکہ دونوں میں لقاء بھی ثابت ہو۔

❀......روایت علت قادحہ اور شذوذ سے خالی ہو۔

❀......سابقہ محدثین کا اس کی صحت پر اتفاق ہو۔

[مبارکپوری، محمد عبدالسلام، سیرۃ البخاری،ص:۲۷۹]

لہٰذا اخذ حدیث میں احتیاط کا یہ عالم ہے کہ ایسے شخص سے روایت لینے میں اجتناب برتتے ہیں جو اپنے گھوڑے کو خالی جھولی پھیلائے اپنی طرف بلاتا ہوا پایا جاتا ہے۔

مقامِ صحیح بخاری:

❀...... بخاری کے اس ورع و تقویٰ، صدق و اخلاص، علمی مقام و مرتبہ، فکری رسوخ و پختگی، تفقہ فی الدین، انتھک محنت، دینی خدمت کا جذبہ، حفاظت حدیث رسول کی تڑپ و لگن، منشائے غفاری اور توفیق باری تعالیٰ ہی کا شاخسانہ ہے کہ صحیح بخاری کو عوام و خواص میں وہ منفرد و یگانہ مقامِ بامرام ملتا ہے جو کتاب اللہ کے بعد کسی اور کتاب کے نصیبے میں نہ آیا۔

❀......اہل فکر و نظر اور اصحاب علم و فن کا یہ اجماعی نادر فیصلہ صادر ہو کر تاریخ کا حصہ بن جاتا ہے۔

اصح الكتب بعد كتاب الله ـ

[عمدۃ القاری، ج:۱،ص:۵۰]

کہ روئے زمین اور صفحۂ ہستی پر کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب اگر کوئی ہے تو وہ صحیح البخاری ہے۔ ذلك فضل الله

یؤتیہ من یشاء

خودداریٔ بخاری:

بخاری کے علمی جاہ وجلال اور شہرتِ باکمال کے ڈنکہ اور شہرہ کی صدا جہاں علمی حلقوں اور منبر ومحراب پر وسعت وبلندی پکڑ رہی ہے وہاں اس کی بازگشت قصر سلطانی کے گنبدوں سے سنائی دینے لگتی ہے۔ حاکم بخارا کی طرف سے یہ ڈیمانڈ ہوتی ہے کہ امام صاحب اسے اور اس کی اولاد کو صحیح الجامع اور التاریخ کا درس قصر شاہی میں دے دیا کریں۔ مگر بخاری کی خودداری وعلمی پاسداری بحر علم میں استغراق، فنون وحکم کے استخراج، لوگوں سے استغنا اور شخصی وقار کا یہ عالم ہے کہ شاہ وسلطان کی تسلیم ورضا اور رغبت وچاہ پہ لپکنے اور لبیک کہنے کی بجائے شانِ بے نیازی سے فرمادیا۔

جسے آنا ہے وہ درِ غریب پر آجائے

[ہدی الساری، ص:۶۷۸]

امام بخاری پر ایک تہمت اور اس کا ازالہ:

امام بخاری ؒ نے جہاں اپنے کروڑوں مداحین پیدا کیے ہیں، وہاں ﴿ان کل ذی نعمۃ محسود﴾ کے پیش نظر بے شمار افترا پردازی کے ماہرین اور ان گنت حاسدین کو بھی جنم دیا ہے۔ جنہوں نے ان کے بارے میں بے سروپا ہانک کر سینے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی سعی لاحاصل کی۔

جس کی ایک مثال بطور نمونہ ان کے بارے مشہور کردہ یہ خود ساختہ حکایت ہے۔ جسے آج بھی ایک مسلک کے حامی اور نامی گرامی علمائے کرام بڑے شدومد سے بیان کرنے کو فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ

امام بخاری ؒ سے کسی نے فتویٰ طلب کرتے ہوئے پوچھا:

اگر دو بچے ایک ہی بکری کا دودھ پی لیں تو کیا اس سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو امام موصوف نے فتویٰ دیا کہ ہاں ایسی صورت میں رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ [سیرۃ البخاری، ص:۹۶]

امام بخاریؒ پر مذکورہ تہمت کے اہداف:

بخاری کی علمی قابلیت، فقہی لیاقت اور فکری ونظری صلاحیتوں سے کبوتر کی طرح چشم پوشی کرتے ہوئے جن مقاصد کے لیے اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے ذیل کی سطور میں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

①...... امام بخاری ؒ کو ہادی دو عالم اور رہبر شریعت کے لائے ہوئے دین متین کے رموز واسرار اور مقاصد ومطالب سے نابلد وناآشنا ثابت کرنا

②...... انہیں فکر وتدبر، عقل وشعور، ذہانت وفطانت اور فہم وفراست سے عاری ثابت کرنا۔

③...... انہیں اسرار حقیقت، علم شریعت اور فقہ دین حنیف سے تہی دامن ثابت کرنا۔

④...... بخاری کو صرف اور صرف ناقل حدیث اور ناسخ روایات کے طور پر پیش کرنا۔

⑤...... لوگوں کو ان کی شہرۂ آفاق تالیف ''الجامع الصحیح'' سے متنفر اور بدظن کرنا۔

⑥...... ان کی مسلمہ قدر ومنزلت، جاہ وشہرت اور شرف ومرتبت کو عوام وخواص کی نظروں میں ہیچ وپیچ کرنا۔

حقائق، معروضات اور کافورِ تہمت:

بفرض تسلیم اگر اس فتوے کی نسبت امام موصوف کی طرف صحیح بھی ہو تو

①...... سوال یہ ہے کہ اس فتوے کو بنیاد بنا کر حکومت وقت سے ان کی عہدۂ افتاء سے معزولیت کا پرزور مطالبہ اور علم احتجاج بلند کیوں کیا گیا؟

②...... اور پھر انہیں اس عہدہ سے ہٹایا کیوں گیا؟

③...... کیا شریعت اسلامیہ نے ایک غلط فتوے کی یہی سزا تجویز فرمائی ہے؟

④...... کہیں ایسا تو نہیں کہ والی بخارا کی رغبات کی عدم تکمیل اور علمائے وقت کی پیشہ وارانہ رقابت نے یہ کرشمہ دکھایا ہو؟

⑤...... اگر جواب نہ میں ہے تو اپنے ہم مسلک علماء ومشائخ کہ جن سے، اس سے کہیں بڑھ کر وہ نادر فتوے صادر ہوئے جن کو سن

کر سر شرم سے جھک جاتے ہیں کیا ان پر بھی اس طرح سے علم احتجاج بلند کیا گیا؟ اور ان کی معزولیت کے لیے اسی طرح کا کوئی پرزور اقدام کیا گیا؟

⑥......جس طرح اس فتوے کو بنیاد بنا کر دامن بخاری کو داغدار کرنے کو فرض منصبی سمجھا جاتا ہے۔ کیا ویسے ہی اپنے ہمنوا علماء کے ان فتاویٰ جات کو بھی کبھی پیش عوام، برلب زبان لانے کا اتفاق ہوا؟ اگر نہیں تو ﴿ تلك اذا قسمة ضيزى ﴾ پھر اسے من مرضی کی بھونڈی تقسیم نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟

⑦......اپنوں کے لیے قدم قدم پہ المجتهد يخطى ويصيب کے جملے کو بطور ڈھال استعمال کرنا اور دوسروں کے لیے اس سے صرف چشم برتنا کیا یہی قرین قیاس اور تقاضائے انصاف ہے۔

⑧......مجتہد مصیب کو ڈبل اجر اور مخطی کو ایک اجر ملنے کا مذکورہ قاعدہ وقانون یہاں شاید اس لیے فٹ نہیں بیٹھتا کہ امام موصوف اپنے ہم پیالہ وہم نوالہ اور ہم فاکل وہم مشرب نہیں؟

⑨......کہیں ایسا تو نہیں کہ ''الجامع الصحیح'' میں امام بخاری کے وقال بعض الناس کے انداز سے دل برداشتہ ہو کر چڑنے اور نالاں ہونے کے نتیجے میں اس کارروائی کو عملی جامہ پہنانے کو اس درد کی دوا اور زخم کا مرہم سمجھا گیا ہو؟

⑩......امام موصوف کو کج فہم اور غیر فقیہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل میں ان کی طرف مذکورہ فتوے کو منسوب کرتے ہوئے ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' کا کیسا قابل دید سماں بندھا ہے کہ جو ارباب ایک طرف ''فقہ البخاری فی تراجمہ'' جیسے متفقہ اور اجماعی فیصلے میں ہاتھ کھڑے کیے ہمنوائی کا روپ دھارے ہوتے ہیں۔ وہی اصحاب دوسری طرف بلا جھجک اس حکایت بے سروپا کو ہانکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

⑪......لیکن جنہیں ''غیر فقیہ'' کے نشتر سے صحابہ کرام جیسی پاکباز ہستیوں پر کاری وار کرنے کا قدیم تجربہ ہو، ان کے لیے بخاری پر اس قسم کا الزام ودشنام کون سا مشکل کام ہے؟

بطلان تہمت پر گھر کی گواہی:

①......اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ اس واقعہ کے موضوع اور من گھڑت ہونے پر جہاں بے شمار ادلہ وبراہین ہیں، وہاں اپنوں کا اقرار واعتراف بھی ان شواہد وقرائن کی صف میں کھڑا دکھائی دیتا ہے۔

②......لیکن نہ جانے! یہاں پر ارباب لسان وبہتان کو گھر کی گواہی اور وکیل صفائی دونوں اچھے کیوں نہیں لگتے؟ اور مفتی مسلک وفقیہ مذہب مولانا عبدالحئی لکھنوی کی اس حکایت کے بطان ورڈ میں وہ معروضات کیوں نہیں بھاتیں، جو انہوں نے ''الفوائد البہیہ'' میں معارضین ومعاندین کی آنکھیں کھولنے کے لیے پیش کی ہیں۔

③......وشهد شاهد من اهلها کا منظر ملاحظہ کیجیے۔ مولانا لکھنوی لکھتے ہیں وہی حكاية مشهورة في كتب اصحابنا کہ یہ ہوائی صرف ہمارے ساتھیوں کی اپنی کتابوں میں اڑائی ہوئی ہے۔

④......پھر اس کے ردّ میں دوٹوک فرماتے ہیں:

لكني استبعد وقوعها بالسنبة إلى جلالة قدر البخاري ودقة فهم وسعة نظره وغور فكره مما لا يخفى على من انتفع بصحيحه۔

صحیح بخاری کو جاننے پہچاننے اور اس سے استفادہ کرنے والے کسی شخص سے یہ بات مخفی نہیں کہ امام المحدثین اور سید الفقہاء کی قدر ومنزلت، دقت فہم وسعت نظر اور تبحر علمی کے باوجود ان کی طرف اس واقعہ کی نسبت غلط اور بعید از وقوع ہے۔ جسے ناقلین وواعظین اور مبلغین حضرات نے طول فضول دے رکھا ہے۔

⑤......پھر مزید فرماتے ہیں:''وعلى تقدير صحتها فالبشر يخطى''، بغرض تسلیم اگر یہ نسبت ان کی طرف صحیح اور درست بھی ہو تو بشری تقاضوں کے تحت انسان خطا کا پتلا ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ اسے ان کی بشری خطا پر محمول کیا جانا چاہیے۔ [ایضاً، ص:۹۷]

☆......کاش کہ اس واقعے کو ہوا دینے والے بخاری کے ناقدین وناشرین کو مذکورہ بالا معروضات اور گھر کے مولانا کی تصریحات کی طرف التفات نصیب ہو۔

"وما ذلك على الله بعزيز ـ"

میں نے مانا کہ نہیں کوئی بھی خوبی اس میں
پھر وہ اک شخص ہزاروں میں نمایاں کیوں ہے

حقیقت حال اور نتیجہ کار:

مذکورہ بالا امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے:

① ...... یہ من گھڑت اور جھوٹی داستان ہے جسے ان کے سر تھوپ دیا گیا ہے۔

② ...... اس فتوے کے ناقل وناشر صرف وہ لوگ ہیں جو امام صاحب سے تعصّبانہ مخالفت اور پیشہ وارانہ عدوات رکھتے ہیں۔

③ ......اس فتوے کے ناقل عموماً اہل الرائے ہی پائے گئے ہیں۔

④ ...... یہ سازش ابن الوقتی علماء اور حکومتی ملی بھگت سے تیار کی گئی۔

⑤ ...... یہ اور اس طرح کی دیگر بہتان بازی اور افترا پردازی امام صاحب پر سفید جھوٹ اور غلط پروپیگنڈہ کے سوا کچھ نہیں۔

⑥ ......اس پروپیگنڈہ کا مقصد کل اور آج ایک ہی تھا کہ عوام وخواص کو بخاری اور اس کی تصانیف وتالیفات سے بدظن وبدراہ کیا جائے۔

⑦ ...... جہاں اپنے مخالفین کے بارے میں جھوٹی روایات گھڑنے کے بعد پوری دلیری سے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں ذرہ برابر شرم وحیا یا خوف وڈر محسوس نہ کیا جاتا ہو۔ اور "من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار" جیسی خوفناک وعید وتہدید سے بھی دل نہ گھبراتا ہو، وہاں ایک امتی کی طرف بناوٹی اور جھوٹی داستان کو پوری دیدہ دلیری اور سینہ زوری سے منسوب کر دینا کون سا مشکل عمل یا بعید از قیاس اور امر محال ہے؟

⑧ ......عوام وخواص کو اس تہمت وبہتان سے اپنے دامن کو بچانا چاہیے۔ کیوں کہ جھوٹ دنیا میں عار اور آخرت میں باعث نار ہے۔

⑨ ......امام بخاری نہ صرف حافظ حدیث اور ناقل روایات تھے بلکہ مجتہد اور فقیہ بھی تھے۔

⑩ ......"اصح الكتب بعد كتاب الله" کا اعزاز کل بھی صحیح بخاری کے حصے میں آیا اور آج بھی یہ "سہرا" اسی کے سر ہے۔ اس سے کبیدۂ خاطر ہونے کی بجائے، اسے نزہہ عاطر سمجھ کر اس سے مستنیر ومستفید ہونا چاہیے۔

جرح رواۃ میں بخاری کا انداز:

☆...... بخاری جہاں اخذ روایت، جمع حدیث، اس کے نسق ودرج اور بیان وابلاغ میں کامل ورع وتقویٰ کے ساتھ مکمل احتیاط برتتا دکھائی دیتا ہے۔

☆......وہاں قدحِ اشخاص اور جرحِ رواۃ میں بھی انتہائی اخلاص وپرہیز گاری اور امانت ودیانت داری کے تمام تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پورا پورا محتاط نظر آتا ہے۔

☆......اندازِ جرح کچھ یوں ہوتا ہے:

☆......تركوه ......اہل علم نے اس راوی کی روایت ترک کر دی ہے۔

☆......المتروك ......محدثین اس شخص کی روایت لینا چھوڑ چکے ہیں۔

☆......انكره الناس ......اہل فن اس سے اخذ روایت میں منہ موڑ چکے ہیں۔

☆......الساقط ...... یہ راوی اہل علم کی نظروں میں گر چکا ہے۔

☆......سكتوا عنه ......لوگ اس کے بارے میں سکوت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

☆......فيه نظر ......اس راوی کا معاملہ محل نظر ہے۔

☆......آپ سے (وضاع) اور (کذاب) کے الفاظ کے ساتھ جرح بہت کم ثابت ہے۔

☆......ان کی سخت ترین جرح کسی کو (منکر الحدیث) کہنا ہے۔ اور یہ لفظ وہ ایسے راوی کے لیے بولتے ہیں جس سے روایت لینا ان کے نزدیک قطعاً درست نہیں۔ [ارشاد الساری، ج:۱،ص:۳۷]

علل حدیث کا شناور بخاری:

علم حدیث سے شناسائی رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ علل اور قوادح کا علم دنیا کے مشکل ترین علوم، دقیق ترین فنون اور غامض ترین امور میں سے ایک ہے۔ جس کے لیے کمال درجے کا حفظ، دقت فہم، معرفت تامہ اور پختہ اتقان کے ساتھ ساتھ

☆......رواۃ کے موالید ووفیات کا علم

☆......تاریخی واقعات سے پوری پوری واقفیت

☆......سلسلہ استاذی وشاگردی سے صحیح شناسائی

☆......رواۃ کے رحلات واسفار سے مکمل آگہی

☆......ان کی رہائش وسکونت کی تفصیلی معلومات

☆......رواۃ کی لقاء وعدم لقاء کی یقینی معرفت

☆......تعددِ طرق اسانید سے آگاہی

☆......اور صحت متن کا ایقان وتیقن

وہ امور ہیں جن پر مکمل عبور اور کامل دسترس کے بغیر کسی کے لیے اس میدان کا شاہسوار بننا ناممکن ہے۔ کیوں کہ

☆...... بظاہر موصول روایت کے مخفی ارسال وانقطاع کو جاننا

☆...... بظاہر مرفوع روایت کے موقوف ہونے کا پتا لگانا

☆......کسی روایت کے دوسری سے اختلاط کی ٹوہ لگانا

☆...... یا کسی راوی حدیث کے وہم کو معلوم کرنا...... یقیناً انتہائی پیچیدہ اور مشکل کام ہے۔

☆......یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں خامہ فرسائی کرنے والے علی بن المدینی، امام احمد ابوزرعہ، اور امام بخاری جیسے چند گنے چنے اشخاص ہیں۔

☆......رہے امام موصوف تو مذکورہ امور پر انہیں کامل دسترس اور مکمل عبور ہے۔ اس راہ پر پیچ سے صحیح واقفیت ہے۔

رستے کی اونچ نیچ کی پوری معرفت ہے۔

علل وقوادح سے گہری شناسائی و مکمل آگاہی ہے۔

بے شمار مجالس ومحافل اور مجامع میں اختیار واستقراء سے انہیں پرکھا جاچکا ہے۔ معاملہ فہمی، علمی تبحر اور حاضر جوابی پر دنیا انگشت بدنداں ہے۔ [ہدی الساری، ص:۵۱۰] حتیٰ کہ

امام ترمذی رحمہ اللہ اس حقیقت کا اعتراف ان واشگاف الفاظ میں کرتے ہیں:

لم أر أعلم بالعلل والأسانيد من محمد بن اسماعيل البخاری ۔ [ایضاً، ص:۵۰۹]

ترمذی کی آنکھ نے اس کرۂ ارضی پر بخاری سے بڑھ کر اسانید کا یاور اور بحر علل وقوادح کا شناور کوئی اور نہیں دیکھا۔

مقام ومرتبہ:

جس طرح لاکھوں انبیائے کرام میں جو مقام سید الانام کو ملا یقیناً کسی اور کو نہیں۔ اور لاکھوں صحابہ کرام میں جو عظمت ووقار یار غار اور رفیق مزار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا کسی اور کو نہیں۔

جس طرح تمام الہامی صحف وکتب میں جو مقام ومرتبہ قرآنِ مجید کا ہے کسی اور کا نہیں۔ ان گنت ولا تعداد ملائکہ میں جو رفعت جبریل روح الامین کو ملی کسی اور کو نہیں۔

جس طرح بیش ہا تابعین کرام میں جو شان وشوکت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کو ملی کسی اور کے نصیبے میں کہاں؟

جس طرح نامی گرامی فقہائے عظام میں جو عزت وشہرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاتھوں لگی کسی اور کے نہیں۔

اسی طرح یہ بات امر مسلم ہے کہ ہزاروں محدثین کرام میں جو اعزازِ دلنواز محمد بن اسماعیل البخاری کے حصے میں آیا وہ کسی اور کے مقدر میں کہاں؟

تالیفاتِ بخاری:

امام بخاری رحمہ اللہ کی اصل وجہ شہرت اور تعارف اگرچہ ان کی ''الجامع الصحیح''، ہی ہے۔ لیکن ان کی اور بھی بیسیوں تالیفات ایسی ہیں جو عالم علم میں اک نام اور مقام رکھتی ہیں۔ ان کی اجمالی فہرست درج

ذیل ہے:

①...... صحیح البخاری، ②...... التاریخ الکبیر، ③...... التاریخ الاوسط، ④......التاریخ الصغیر، ⑤......الجامع الکبیر، ⑥......خلق افعال العباد، ⑦......کتاب الضعفاء الصغیر، ⑧......المسند الکبیر، ⑨......کتاب الھبۃ، ⑩......اسامی الصحابۃ، ⑪......کتاب الوحدان، ⑫......المبسوط، ⑬...... کتاب العلل، ⑭...... کتاب الکنی، ⑮...... کتاب الفوائد، ⑯......الادب المفرد، ⑰...... جزء رفع الیدیہ، ⑱...... برالوالدین، ⑲......کتاب الاشربۃ، ⑳......قضایا الصحابۃ والتابعین، ㉑......کتاب الرقاق، ㉒...... الجامع الصغیر فی الحدیث، ㉓...... جزء قراۃ خلف الامام، ㉔......کتاب الرد علی المعطلہ۔

[ارشاد الساری، ج:۱،ص:۳۶]

وفات بخاری:

والی بخارا کی خواہش پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے اس نے رنجش کا بدلہ لینے کے لیے پہلے غلط افتاء کا جو ہتھکنڈہ استعمال کیا اس کی ناکامی کی صورت میں ایک اور حربہ استعمال کیا کہ ان پر خلق قرآن کے عقیدے کا الزام لگوا کر اور اس معاملے کو لوگوں میں ہوا دے کر انہیں بخارا سے نکلنے کا حکم صادر کر دیا۔[ہدی الساری،ص:۵۱۵]

امام بخاری وہاں سے بیکندہ روانہ ہوگئے، وہاں کے حالات ناموافق پا کر سمرقند سے دو میل کے فاصلے پر خرتنگ نامی علاقے میں رہائش پذیر ہوئے۔ وہاں انہیں بیماری اور کمزوری نے آ گھیرا۔ لوگوں کی طلب پر خرتنگ سے سمرقند کے لیے روانہ ہونے لگے تو سواری پر بیٹھنے کی ہمت نہ ہوئی اور وہیں رک گئے۔[ایضاً،ص:۵۱۸]

ہفتے کی رات تھی عشاء کے بعد لیلۃ الفطر یکم شوال ۲۵۶ھ کو ۶۲ سال کی عمر میں دنیا سے عالم بقا کو سدھار گئے۔

اور خرتنگ ہی میں دفن کیے گئے۔[ہدی الساری،ص:۵۱۸، ارشاد الساری، ج:۱،ص:۳۹، تاریخ بغداد، ج:۲،ص:۶]

إنا لله وإنا اليه راجعون

❀❀..........❀..........❀❀

عظمت قرآن کانفرنس

بمقام فتوحی والا جامع مسجد اہل حدیث مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام گیارہ بچوں کے قرآن پاک کی تکمیل کے مبارک موقع پر ۱۸ اگست ۲۰۰۹ء بروز منگل پہلی عظمت قرآن کانفرنس ہو رہی ہے۔ مولانا محمد عبداللہ نثار، اور مولانا حافظ اقبال قصوری خطاب فرمائیں گے۔[ابوحظلہ حاجی محمود علوی خطیب مسجد ہذا]

دعائے مغفرت

حافظ بنیامین (سابق شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن) کی وفات پر ادارہ الدعوۃ المحمدیہ چوک چورہٹہ رحیم یار خان میں دعائے مغفرت کی گئی۔

نیز ادارے کے اساتذہ وطلبا نے ایک تعزیتی اجلاس میں مولانا مرحوم کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

[محمد رمضان بھٹہ، ناظم نشر واشاعت]

افادات الامام عبدالرحمن بن شہاب الدین ابن احمد بن رجب الحنبلی

اِحسان واخلاص ①

اردو ترجمہ: عمر فاروق السعیدی

حدیث جبرئیل علیہ السلام:

عن عمر بن الخطاب t قال بينما نحن (جلوس) عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذا طلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر، لا يرى عليه اثر السفر، ولا يعرفه منا احد، حتى جلس إلى النبى ﷺ فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه،

وقال: يا محمد! اخبرنى عن الاسلام ـ

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اسلام: ان تشهد ان لا اله الا الله وأن محمدا رسول الله، وتقيم الصلاة وتؤتى الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا ـ

قال صدقت ـ

قال فعجبنا لهٗ يسألهٗ ويصدّقه ـ

قال فأخبرنى عن الايمان؟

قال أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر، وتؤمن القدر خيره وشره ـ

قال صدقت ـ

قال فأخبرنى عن الاحسان؟

قال أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك ـ

قال صدقت ـ

قال فأخبرنى عن الساعة؟

قال ما المسئول عنها بأعلم من السائل ـ

قال فأخبرنى عن أماراتها ـ

قال: أن تلد الأمة ربّتها وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فى البنيان ـ

ثم انطلق فلبث مليّا ثم

قال (لى) يا عمر! أتدرى من السائل۔

قلت: اللّٰه ورسوله أعلم ـ

قال هذا جبريل أتاكم يعلّمكم دينكم ـ [رواه مسلم]

''سیدنا عمر بن الخطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اتفاق سے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی ہمارے سامنے آیا۔ انتہائی سفید کپڑے اور بال بڑے ہی سیاہ تھے، اس پر سفر کی علامات بھی نہ تھیں، اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ حتی کہ وہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے، اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ لیں، اور کہنے لگا:

اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے متعلق فرمایئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تو اس بات کی شہادت (گواہی) دے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کر، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھ اور اگر

بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہوتو اس کا حج کر۔اس نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔
عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ آپ سے سوال کرتا ہے اور پھر تصدیق بھی کرتا ہے۔
پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے متعلق بتایئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو (اپنے دل کی گہرائی سے) اللہ کو مانے، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور رسولوں کو مانے، آخرت کے دن اور تقدیر کے بھلے برے ہونے پر یقین رکھے۔اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔
اس نے کہا: مجھے ''احسان'' کے متعلق فرمایئے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت اس طرح سے کر، گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے، اگر یہ کیفیت نہ ہو سکے تو یہ ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔
اس نے کہا: مجھے قیامت کے متعلق بتایئے؟ فرمایا: مسئول (جس سے تم پوچھ رہے ہو) اس کے متعلق (خود) سائل (پوچھنے والے) سے کچھ زیادہ نہیں جانتا۔
تو اس نے کہا: مجھے اس کی علامات بیان فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو دیکھے گا کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔اور تو دیکھے گا کہ پاؤں سے ننگے، جسم سے ننگے، تنگ دست بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارات بنانے لگیں گے۔
پھر وہ چلا گیا۔اور میں کچھ وقت ٹھہرا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو سائل کون تھا؟
میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔
فرمایا: یہ جبرئیل تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔
[مسلم]
(صحیح بخاری میں یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کتاب الایمان باب سئوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان، حدیث: ۵۰)
[جاری ہے]

دعائے مغفرت

حضرت مولانا حافظ محمد یوسف صاحب گکھڑوی رحمہ اللہ کی بہو محترمہ اور جناب عطاء السلام صاحب سکول بک ڈپو اردو بازار گوجرانوالا کی اہلیہ محترمہ ۲۔اگست ۲۰۰۹ء بروز اتوار وفات پا گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔
[عبدالجبار سنز پیپر پروڈکٹس اینڈ سٹیشنرز ۴۰۔اردو بازار لاہور]

❀❀............❀............❀❀

دعائے صحت

حاجی محمود علوی کی والدہ محترمہ ان دنوں علیل ہیں۔احباب دعائے صحت فرمائیں۔
[محمد حنظلہ بن مولانا محمود علوی، خطیب فتوحی والا ضلع قصور]

❀❀............❀............❀❀

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

ماہنامہ ''رشد'' لاہور کا قراءات نمبر (حصہ اوّل)

سرپرست: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

ضخامت: ۷۱۹ صفحات

قیمت و ڈاک خرچ: مبلغ دو سو روپے

ناشر و ملنے کا پتا: کلیۃ القرآن الکریم جامعہ لاہور الاسلامیہ J-99 ماڈل ٹاؤن لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ ''قراءات نمبر'' میں قرآنِ کریم کی قرأت کے موضوع پر آج تک شائع ہونے والے تمام مکاتب فکر کے قراء کرام اور مجودین عظام کے مضامین یک جا کر دیے گئے ہیں۔ عشرہ قراءات کے ائمہ کرام امام نافع مدنی، امام قالون، امام ورش، امام ابن کثیر مکی، امام بزی، امام قنبل، امام ابوعمرو بصری، امام دودی، امام سوسی، امام ابن عامر شامی، امام ہشام، امام ابن ذکوان، امام عاصم کوفی، امام شعبہ، امام حفص، امام حمزہ کوفی، امام خلف، امام خلاد، امام کسائی، امام ابوالحارث، امام ابوجعفر، امام ابن وردان، امام ابن جماز، امام یعقوب، امام رویس، امام روح، امام خلف العاشر، امام اسحاق اور امام ادریس علیہم الرحمہ کی حیات وخدمات کا مختصر خاکہ بھی اس خاص اشاعت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ اشاعت خاص قرآنِ کریم کے طرقِ قراءات کے بارے ایک مفصل، مدلل، مبسوط معلومات کا بیش بہا خزانہ بن گئی ہے۔

اس کے آٹھ ابواب ہیں۔ ان کے موضوعات میں قراءات کی حجیت، افکارِ قراءات کا وبال، تعارفِ قراء اور ان کے مفید و معلوماتی انٹرویوز شامل ہیں۔

قراءاتِ قرآنِ کریم کے متعلق مفتیانِ عظام کے فتاویٰ اور آخر میں فہارس موضوعی اور رپورٹیں ہیں۔ یوں اس فن قراءات سے متعلق یا اس موضوع پر دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

کمپیوٹر کمپوزنگ، سفید نیوز کاغذ، کارڈ کور ہے۔ قیمت درج نہیں۔

ماہنامہ ''تنویر الہدیٰ'' کا مولانا محمد یحییٰ گوندلوی نمبر

نگران: پروفیسر حافظ محمد مطیع الرحمٰن

ضخامت: ۲۲۴ صفحات

قیمت: ۸۰ صفحات

ناشر: دفتر ''تنویر الہدیٰ'' سمبڑیال روڈ نزد چونگی نمبر ۸ ڈسکہ سیالکوٹ

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

ماہنامہ ''تنویر الہدیٰ'' ڈسکہ (سیالکوٹ) کا مولانا محمد یحییٰ گوندلوی (متوفی ۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ، ۲۶ جنوری ۲۰۰۹ء) نمبر زیر نظر ہے۔ اس خصوصی اشاعت میں مرحوم کے محبین، معتقدین اور تلامذہ نے ان کے بارے اپنی محبت اور عقیدت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ اور ان کی دینی، تبلیغی، تعلیمی، علمی اور قلمی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

اس طرح یہ نمبر ان کی حیاتِ مستعار پر ایک مستند تاریخی دستاویز کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ دو سو چوبیس صفحات پر مشتمل اشاعت میں چھپن مضامین درج ہیں۔

مرحوم مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ ایک خطیب، مبلغ، مناظر اور ادیب شخصیت تھے۔ دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد میں نائب شیخ الحدیث

کے منصب پر فائز رہے۔ جامعہ رحمانیہ قلعہ دیدار سنگھ میں بھی پڑھاتے رہے۔اس کے ساتھ ساتھ گوندلاں والا کی مسجد اہل حدیث میں خطابت کے جوہر بھی دکھاتے رہے۔تادمِ آخر ساہو والا سیالکوٹ کی قلعہ والی مسجد میں قائم جامعہ تعلیم القرآن والحدیث میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

اس اشاعت خاص میں ان کی تفصیلی مصروفیات کا ذکر موجود ہے۔شائقین ضرور حاصل کریں۔کمپیوٹر کمپوزنگ، سفید نیوز کاغذ ہے۔ مئی اور جون ۲۰۰۹ء کی یہ مشترکہ اشاعت ہے۔

البراہین القاطعہ فی ردّ الانوار الساطعہ (مسئلہ مولود)

تصنیف: حضرت مولانا محمد عبدالجبار عمرپوری رحمہ اللہ
ضخامت: ۷۸ صفحات
قیمت: درج نہیں
ناشر: دارالخلد، رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

ایک صدی سے زائد عرصہ پہلے مولوی عبدالسمیع بیدل صاحب نے ایک کتاب ’’انوار ساطعہ فی اثبات مولود وفاتحہ‘‘ تصنیف کی تھی۔ جس میں مولود وفاتحہ جیسی رسوم وبدعات کا اثبات کیا گیا تھا۔اس پمفلٹ کا جواب حضرت مولانا عبدالجبار صاحب عمر پوری رحمہ اللہ نے ’’البراہین القاطعہ فی ردّ الانوار الساطعہ‘‘ لکھ کر دیا تھا۔۱۹۰۵ء میں یہ سب سے پہلی دفعہ شائع ہوئی تھی۔

بعد میں مولانا عمر پوری رحمہ اللہ کے پڑپوتے محترم مولانا ڈاکٹر صہیب حسن حفظہ اللہ اردو تسہیل کے ساتھ ماہنامہ ’’صراطِ مستقیم‘‘ برمنگھم کے صفحات میں بالاقساط شائع کرتے رہے۔اب ازسرنو کتابچے کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ دلائل کے اعتبار سے نہایت محکم اور افادیت کے اعتبار سے بڑا عمدہ اور لائق مطالعہ ہے۔

پردہ

تالیف: مصباح ضیاء صاحبہ
ضخامت: ۴۴ صفحات (عمدہ سفید کاغذ، کارڈ کور لیمینیشن)
قیمت: ۵۰ روپے
ناشر: جامعہ ام القریٰ العالیہ (للطالبات) فیصل آباد
ملنے کا پتا: مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتابچہ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے ’’پردہ‘‘ کے موضوع پر ہے۔خواتین کی کتنی تعداد ہے جو اس قرآنی حکم ’’پردے‘‘ کی نافرمان ہے۔ مارکیٹوں، بازاروں، پارکوں اور حتی کہ بزرگانِ دین کی آخری آرام گاہوں یعنی مزاروں پر بڑی تعداد میں جس انداز سے بے حجاب خواتین نظر آتی ہیں۔اس کتابچے میں ایسی خواتین کے لیے سبق آموز بیان لکھا گیا ہے اور انہیں پردے کے قرآنی حکم سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس دوران ہمارے مبلغین ومبلغات کی ذمہ داری واضح طور پر بڑھ جاتی ہے کہ وہ موجودہ معاشرے کو سمجھائیں۔اکثر خواتین اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہوتی ہیں مگر جب کوئی بزرگ انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو دیکھا گیا ہے کہ عورتیں فوراً حجاب اوڑھتی ہیں اور عمل کرنے کی پوری کوشش بھی کرتی ہیں۔بعض بدنصیب پردے کا مذاق بھی اڑاتی ہیں۔ ایسی خواتین کو مذکورہ کتابچے جیسے لٹریچر کو ضرور پڑھانا چاہیے۔مؤلفہ نے پردے کے سلسلے میں ہونی والی بعض بے احتیاطیوں کی نشان دہی کرکے اصلاح احوال کی کوشش کی ہے۔



پیغامِ عمل

یوں چمکیئے زینتِ کوہ و دمن بن جایئے
یوں ابھریئے صبح کی پہلی کرن بن جایئے

غیر ہوں تو بن کے رہیئے سنگ خارا کی طرح
دوستوں کی بزم میں برگِ سمن بن جایئے

میکدوں نے چھین لی ہیں ، مسجدوں کی رونقیں
بوتلوں کو توڑیئے ، ساغر شکن بن جایئے

کس لیے ، کس کے لیے ، یہ انجمن کی ہے تلاش
آپ خود اپنی جگہ اک انجمن بن جایئے

صرف غنچوں کا تبسم ہی نہیں ہے زندگی
ہو سکے تو لالۂ خونیں کفن ، بن جایئے

ظاہر و باطن کو ہم آہنگ ہونا چاہیے
اہل دل ، اہل نظر کا حسن ظن بن جایئے

زندگانی ہے کم آمیزی و خود داری کا نام
کون کہتا ہے بہارِ ہر چمن بن جایئے

دوسروں پر حضرتِ ماہر یہ کیوں طعنہ زنی
آپ ہی شائستۂ دار و رسن بن جایئے